احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2017ء

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

حضور نبی اکرم ﷺ کے شوقِ دیدار میں انبیائے کرام علیہم السلام کا سفرِ مکہ

ماہِ میلاد النبی ﷺ کے تقاضے

درجاتِ ولایت کی بلندی کا طریق علم ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ عالمی کانفرنس

فروغِ امن کیلئے ورلڈ کونسل تشکیل دینے کی تجویز، مشترکہ اعلامیہ

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیراہتمام دو روزہ عالمی کانفرنس۔ آسٹریلیا، سنگاپور، انڈیا، ملائشیاء سے سکالرز کی شرکت

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد ، شمارہ | ربیع الاول - ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ | دسمبر 2017ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر طالب حسین سواگی

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی
محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

(اداریہ) سانحہ ماڈل ٹاؤن، جسٹس نجفی رپورٹ، قانونی جدوجہد	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) حضور ﷺ کے شوق دیدار میں انبیاء کرام کا سفر مکہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ)۔ میلاد النبی ﷺ کیوں منایا جائے؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	10
درجات ولایت کی بلندی کا طریق علم ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	13
ماہ میلاد النبی ﷺ کے تقاضے	محمد علی قادری	20
منہاج یونیورسٹی کے زیر اہتمام دو روزہ عالمی کانفرنس	رپورٹ: رابعہ ایم علی	26
پاکستان کو ایماندار قیادت کی ضرورت ہے	نوراللہ صدیقی	30
FMRI۔ تحریک منہاج القرآن کا علمی و تحقیقی شعبہ	محمد فاروق رانا	34

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

یاخدا! فضل و کرم کی آج بھی برسات ہو
یاخدا! افلاک سے اترے زمیں پر روشنی
یاخدا! کب سے مصلّے پر دعا کا ہے ہجوم
یاخدا! اشکِ رواں کی آج بھی فریاد سن
یاخدا! مسند نشینوں کو بھی اپنا خوف دے
یاخدا! ارضِ وطن کو عافیت کا سائباں
یاخدا! محبوبؐ کی امت پہ بارانِ کرم
یاخدا! اشکِ رواں کی سجدہ ریزی ہو قبول
یاخدا! اترے بصیرت کی دلوں میں روشنی
یاخدا! تفہیم کے تازہ جہاں آباد کر
یاخدا! دے منصفوں کو عدل کا روشن نصاب
یاخدا! اکھڑی ہوئی سانسوں کو راہِ اعتدال
یاخدا! مردہ ضمیروں پر پڑے ضربِ کلیم
یاخدا! سرکارؐ کے نقشِ قدم کے دے چراغ
یاخدا! تبدیل کردے موسمِ بغض و عناد
یاخدا! لب پر رہے موسم درودِ پاک کا
یاخدا! میلاد کا موسم رہے دل میں مقیم
یاخدا! صلِ علیٰ کی بادِ رحمت کا نزول
یاخدا! میرے وطن کو دے حصارِ آہنی
یاخدا! ہر رہنما کو دے بصیرت کے چراغ
یاخدا! اس سرزمینِ لا الٰہ کی لاج رکھ
یاخدا! اندر کے انساں کو بھی دے حکمِ اذاں
یاخدا! تیرے نبیؐ کے نام لیواؤں میں ہوں
یاخدا! کب سے برہنہ سر کھڑے ہیں دھوپ میں
یاخدا! اب لوٹ آئیں عظمتِ رفتہ کے دن

(ریاض حسین چودھریؒ)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

بسا قلب و نظر میں ہے خیالِ گنبدِ خضریٰ
میری سوچوں کا محور ہے جمالِ گنبدِ خضریٰ

بڑی پرواز ہے مانا تری اے طائرِ سدرہ
مگر تو بھی نہ چھو پائے کمالِ گنبدِ خضریٰ

شب معراج کے اسرار سے جو معرفت پائے
وہی اہل نظر جانے ہے حالِ گنبدِ خضریٰ

جہاں بھر کے نظاروں سے مٹی نہ تشنگی اپنی
میری آنکھوں کی حسرت ہے وصالِ گنبدِ خضریٰ

بہاریں دیکھ کر ارض و سما کی دل یہی بولے
نہیں کونین میں کچھ بھی مثالِ گنبدِ خضریٰ

ہماری شامت اعمال لے ہی ڈوبتی ہم کو
مگر ہم کو بچا لیتی ہے ڈھالِ گنبدِ خضریٰ

جو ڈھالوں منظر جنت کو میں عکسِ تخیل پر
تصور میں ہیں بنتے خدوخالِ گنبدِ خضریٰ

عجب دیوانگی دیکھی رضؔا کی یوم محشر میں
کیے جائے ہے رضواں سے سوالِ گنبدِ خضریٰ

(نعیم رضؔا۔ آسٹریا)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن، جسٹس باقر نجفی کمیشن رپورٹ، قانونی جدوجہد

سانحہ ماڈل ٹاؤن انسداد دہشتگردی عدالت لاہور میں دائر استغاثہ کے حوالے سے باضابطہ ٹرائل کا آغاز ہو چکا ہے۔ 16 نومبر کو شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے وکلاء کی طرف سے 120 ملزمان کو جملہ دستاویزات آڈیو، ویڈیو کی سی ڈیز اور پرتشدد واقعات پر مبنی تصاویر کے ثبوت جو استغاثہ کا حصہ تھے، فراہم کر دیئے گئے۔ مختلف بیانات اور ثبوتوں سے متعلق 90 ہزار کاغذات، 800 سے زائد سی ڈیز اور 7 ہزار سے زائد تصاویر پر مشتمل ثبوت ملزمان کے حوالے کر دیئے گئے۔ ہمارے موجودہ نظام انصاف میں مظلوموں کو حصول انصاف کیلئے جس مالی، ذہنی تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے اس کی ایک جھلک اس طرح سے ہے کہ ملزمان کو ان کے اوپر عائد الزامات کی دستاویزات فراہم کرنا مدعی / مستغیث کی ذمہ داری ہے اور اس حوالے سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ملزمان کو دستاویزات کی فراہمی سے لاکھوں روپے کے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ ابھی ٹرائل کا آغاز ہوا ہے، اس کا اختتام کب ہوتا ہے اور انصاف کب ملتا ہے اور کب تک اخراجات کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے بارے میں کوئی حتمی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اس ظالم نظام کو بدلنے اور انقلاب کی بات کرتے ہیں کہ مظلوم کو بروقت انصاف ملے، انصاف کی فراہمی ریاست کی اولین ذمہ داری ہو اور عوامی تحریک انصاف کا ایسا نظام چاہتی ہے جس میں کوئی غریب محض پیسے نہ ہونے کی وجہ سے انصاف سے محروم نہ رہے۔

16 نومبر سے ٹرائل کا آغاز ہو چکا ہے، 16 نومبر کو انسداد دہشتگردی کی عدالت میں ملزمان کی طرف سے ہزاروں دستاویزات جو انہیں فراہم کی گئیں کی تصدیق فرانزک لیب کے ذریعے کروانے کی مضحکہ خیز بات کی گئی جس کا مقصد ٹرائل کو تاخیر کا نشانہ بنانا تھا مگر عوامی تحریک کے وکلاء نے عدالت کو بتایا کہ ہم نے جو ثبوت استغاثہ کا حصہ بنائے ہیں، انہی کے مطابق ملزمان کو نقول فراہم کی گئی ہیں، جہاں بھی نقول اصل کے مطابق نہ ہوں تو ہم اس کا ازالہ کریں گے۔ ٹرائل کی ابتدائی سطح پر اس قسم کے مطالبات کا مقصد سوائے تاخیری ہتھکنڈوں کے اور کچھ نہیں، تاہم انسداد دہشتگردی کی عدالت کے جج نے کیس کی مزید سماعت 23 نومبر تک ملتوی کر دی۔ زیر نظر تحریر کی اشاعت تک مزید ایک یا دو تاریخیں گزر چکی ہوں گی تاہم ہم اپنے قارئین کو لمحہ بہ لمحہ قانونی صورت حال سے باخبر رکھنے کی سعی کرتے رہیں گے۔ 16 نومبر کی عدالتی سماعت کے دوران سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ملزمان کے وکلاء کی طرف سے اے ٹی سی میں ڈی آئی جی رانا عبدالجبار اور ایس پی ڈاکٹر فرخ اقبال کی حاضری سے استثنیٰ کی درخواست دی گئی جس کی عوامی تحریک کے وکلاء نے سخت مخالفت کی اور عدالت کے روبرو اپنا موقف دیا کہ مرکزی ملزمان کا ٹرائل کے ہر مرحلہ پر عدالت میں حاضر ہونا قانونی تقاضہ ہے۔ بے گناہ انسانی جانوں کے قتل میں ملوث ملزمان کسی رو رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ایس پی ڈاکٹر فرخ اقبال غیر حاضر رہے جس پر انہیں اشتہاری قرار دے دیا گیا۔ اس موقع پر عوامی تحریک کے وکلاء کا میڈیا کے روبرو موقف تھا کہ جس کیس میں بھی شریف برادران کا کوئی تعلق ہے اور انہیں بطور ملزم ٹرائل کا سامنا ہے وہاں وہاں وہ استثنیٰ کی شکل میں ریلیف بھی مانگتے ہیں اور عدالت کو آنکھیں بھی دکھاتے ہیں، شاید آنکھیں دکھانے کی واحد وجہ یہ ہے کہ شریف خاندان کو آج تک صرف ریلیف ہی ملے ہیں اور قانون نے ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جو کرپشن، قتل اور عدالتوں میں جھوٹ بولنے والے دیگر عام ملزمان سے ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انصاف کے ایوانوں میں بیٹھنے والے سوسائٹی کے بہترین دماغ انسانی جان کی قدر و حرمت سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور قاتلوں کو ماورائے قانون کوئی ریلیف نہیں ملے گا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کیے جانے سے متعلق دوسرا اہم ترین کیس لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے، اس کیس کا مختصر قانونی پس منظر اس طرح سے ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے سنگل بنچ نے 21 ستمبر

2017ء کو جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کرنے کا حکم دیا تھا، اس فیصلے کے خلاف پنجاب حکومت انٹرا کورٹ اپیل میں چلی گئی مگر انہیں فوری سنگل بنچ کے فیصلے کے خلاف سٹے آرڈر تو نہ مل سکا تاہم اس پر بحث جاری ہے۔16 نومبر کو شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی طرف سے بیرسٹر علی ظفر نے دلائل دیئے۔ انہوں نے انتہائی اہم نکات کی طرف معزز بنچ کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ریاستی دہشت گردی کا کیس ہے، ریاست اور نظام انصاف کی ذمہ داری ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے سچ کو سامنے لایا جائے، ریاست کے ایک صوبے نے بے گناہوں کی جانیں لیں، ذمہ دار کون ہے اور سانحہ کے درپردہ کون سے عوامل ہیں؟ اس سچائی کا سامنے آنا انصاف کا ناگزیر تقاضا ہے ورنہ ریاست پر اس کے شہریوں کا اعتماد متزلزل ہو گا، حکومت سچ کو چھپا رہی ہے اور جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کے پبلک نہ کرنے کے پس پردہ عوامل میں سچ کو چھپانا سرفہرست ہے۔ سچ کو سامنے لانا آئین ،قانون، قرآن و سنت کے احکامات میں سے ہے، دنیا کے کسی مہذب معاشرے کا نظام انصاف سچ کو چھپانے کی اجازت نہیں دیتا۔ 16 نومبر کی سماعت کے بعد جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کے حوالے سے آئندہ سماعت 21 نومبر کو ہو گی تاہم زیرنظر تحریر کی اشاعت تک امید ہے جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ سے متعلق معزز بنچ کا بڑا فیصلہ آ چکا ہو گا کیونکہ ملزمان کی طرف سے دلائل دیئے جا چکے اور آئندہ ایک دو تاریخوں پر شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے وکلاء کے دلائل ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل ہو جائیں گے۔

فی الوقت جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کے حصول کا جو کیس زیر سماعت ہے اس کے پس منظر سے قارئین کو آگاہ کرتے چلیں کہ پنجاب حکومت کا موقف ہے کہ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک ڈاکومنٹ نہیں ہے اور یہ انکوائری حکومت نے اپنے لیے کروائی، اس لیے اس کا پبلک ہونا ضروری نہیں۔ پنجاب حکومت کا یہ موقف آئین کے آرٹیکل 19A ،قانون شہادت آرڈر 1984ء کے سیکشن 85 اور پنجاب ٹرانسپیرنسی اینڈ رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ 2013 کے برخلاف ہے۔ آئین کا آرٹیکل 19A کہتا ہے ہر شہری کو سرکاری معلومات تک رسائی کا حق ہے اور اس حق کو بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اب قانون شہادت آرڈر 1984ء کا سیکشن 85 پبلک ڈاکومنٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے خودمختار اتھارٹی کا ریکارڈ ،سرکاری باڈیز کا ریکارڈ، ٹربیونلز کا ریکارڈ، جوڈیشل انکوائریز کا ریکارڈ، پبلک آفیسرز کی انکوائری کا ریکارڈ، اسمبلیوں کی کارروائی کا ریکارڈ پبلک ڈاکومنٹ ہیں۔ پنجاب ٹرانسپیرنسی اینڈ رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ 2013ء سیکشن 13 کے مطابق وہ پبلک ڈاکومنٹ پبلک نہیں ہو سکے گا جس کے پبلک ہونے سے قومی دفاع ،ملکی سکیورٹی پر حرف آنے کا احتمال ہو، پرائیویٹ لائف میں مداخلت کا دروازہ کھلے، یا کسی کو صحت ،زندگی یا سلامتی کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء نے عدالت میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کے پبلک ہونے سے قومی دفاع، ملکی سکیورٹی پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور نہ ہی کسی کی پرائیویٹ لائف پر حرف آئے گا، اس سے صرف اور صرف سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کے چہروں پر پڑے ہوئے پردے ہٹیں گے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پنجاب حکومت نے جسٹس باقر نجفی کمیشن تشکیل دینے کی درخواست دیتے ہوئے رجسٹرار لاہور ہائیکورٹ کو لکھا تھا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی وجہ سے بے چینی ہے اور یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے۔ یہ سانحہ ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کی توجہ کا مرکز بنا لہٰذا جوڈیشل انکوائری کی درخواست کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت کی طرف سے ذمہ داری فکس کرنے کی درخواست بھی کی گئی۔ پنجاب حکومت اپنے تحریری خط میں تسلیم کر رہی ہے کہ یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے اور اس سے خوف و ہراس پھیلا، اس کی عدالتی تحقیقات کروائی جائے اور ذمہ داروں کا تعین کیا جائے اور پھر اسی تحریر کی روشنی میں وزیراعلیٰ پنجاب نے 17 جون 2014ء کی شام کو پریس کانفرنس کرتے ہوئے پوری قوم کے روبرو کہا تھا کہ عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے اگر مجھے ذمہ دار ٹھہرایا گیا تو میں سزا قبول کروں گا۔ اب پنجاب حکومت عدالت میں اپنے اس ابتدائی موقف کے برعکس ایک نیا موقف اختیار کر رہی ہے۔ یقیناً جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ شریف برادران کے حق میں نہیں ہے، ورنہ وہ کب کے اسے پبلک کر چکے ہوتے۔ (چیف ایڈیٹر)

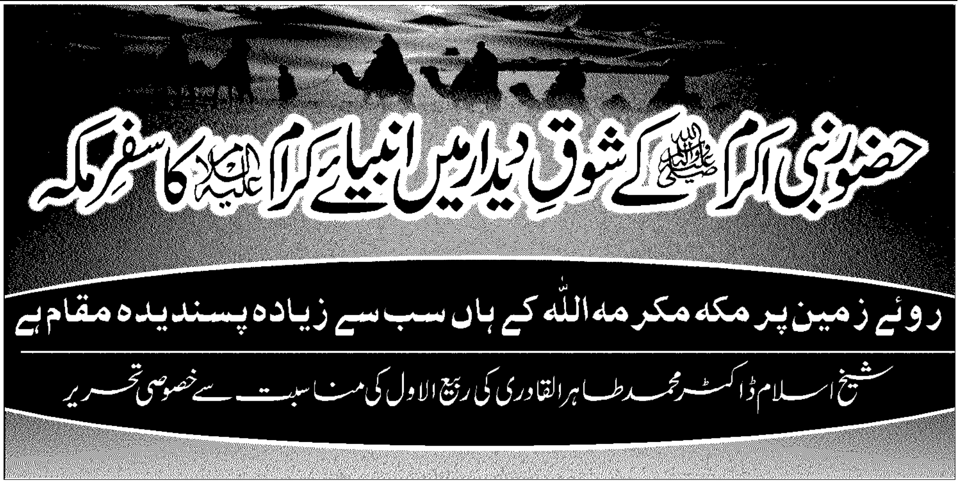

حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور شوق دیدار کی خاطر ہزارہا سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنا فریضہ نبوت ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے علاقوں سے پیدل طویل مسافتیں طے کرکے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کرتے جہاں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ فقط اسی غرض سے کہ شاید وہ خاتم المرسلین نبی آخرالزماں ﷺ کا دیدار کرلیں۔ اسی مضمون کو شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے قرآن وحدیث سے دلائل کے ساتھ خوبصورت اور منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ (ادارہ)

روئے زمین پر مکہ مکرمہ سب سے بہترین جگہ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر اپنا گھر بنایا اور اس کو شرف بخشا کہ اس کے اطراف و اکناف سے اسلام کے نور کی کرنیں پھوٹیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر مکہ کو دنیا کے باقی تمام شہروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شان کے بارے میں کثیر تعداد میں آیتوں کا نزول فرما کر اسے بلند فرمایا ہے۔ بالخصوص شہر مکہ کی فضیلت میں جس قدر آیات نازل فرمائی ہیں اتنی آیات کسی اور شہر کے بارے میں نازل نہیں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے فضائل کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْہِ اٰیٰتٌ ۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ج وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا. (آل عمران، ۳/۹۶-۹۷)

’’بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہّ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے (مرکزِ) ہدایت ہے○ اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) ابراہیم (علیہ السلام) کی جائے قیام ہے، اور جو اس میں داخل ہوگیا امان پا گیا‘‘۔

دوسرے مقام پر مکہ اور اہلِ مکہ کے لیے نعمتوں کی فراوانی کی ابراہیمی دعا کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیْلاً ثُمَّ اَضْطَرُّہٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○

(البقرة، ۲/۱۲۶-۱۲۷)

’’اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز (یعنی) ان لوگوں کو جو ان میں سے اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے، (اللہ نے) فرمایا اور جو کوئی کفر کرے گا اس کو بھی زندگی کی تھوڑی مدت (کے لیے) فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے (اس کے کفر کے باعث) دوزخ کے عذاب کی طرف (جانے پر) مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے○ اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ

☆ شیخ الاسلام کی تصنیف ’’رحلة العاشقین الی البلد الامین‘‘ کے مقدمہ سے ماخوذ

کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دونوں دعا کر رہے تھے) کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما لے، بے شک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو مرکز اور جائے امان بنانے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ o (البقرة، ۲/۱۲۵)

’’اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے رجوع (اور اجتماع) کا مرکز اور جائے امان بنا دیا، اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک (صاف) کر دو‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کو لوگوں کے لیے قبلہ بنایا اور اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

وَ اَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍo (الحج، ۲۲/۲۷)

’’اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو وہ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر (سوار) حاضر ہو جائیں گے جو دور دراز کے راستوں سے آتے ہیں‘‘۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی بدولت ان کے دل شوق و محبت سے اس کی طرف مائل رہتے ہیں اور لوگ دورانِ نماز اپنا چہرہ اس کی سمت کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ شوقِ محبت سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے، گناہ مٹ جاتے ہیں اور یہاں پر نیک اعمال کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ جو شخص یہاں پناہ مانگے اللہ تعالیٰ اسے پناہ عطا فرماتا ہے اور جو شخص یہاں کوئی گناہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک ہاتھوں سے فرمائی اور یہی شرف اس کی اہمیت پر شہادت کے لیے کافی ہے۔

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا سفرِ مکہ

امام حسن بصری نے فضائل مکہ کے ضمن میں بیان کیا ہے: روئے زمین پر مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کی طرف تمام انبیاء کرام علیہم السلام، تمام ملائکہ اور جن و انس میں سے زمین و آسمان کے تمام نیک بندوں نے سفر کیا ہو۔ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِذَا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ إِلٰى مَكَّةَ. وَمَا مِنْ نَبِيٍّ هَرَبَ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا هَرَبَ إِلٰى مَكَّةَ، فَعَبَدَ اللهَ تَعَالٰى بِهَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ، حَتّٰى أَتَاهُ الْيَقِيْنُ، وَهُوَ الْمَوْتُ.

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر پیغمبر علیہ السلام کو جب ان کی قوم جھٹلاتی تھی تو وہ اس قوم کو چھوڑ کر مکہ معظّمہ چلے آتے تھے، جو نبی بھی اپنی قوم سے نکلا وہ مکہ ہی کی طرف عازم سفر ہوا۔ چنانچہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کعبۃ اللہ کے قرب میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یقین یعنی موت سے ہمکنار ہو جاتے۔

کعبۃ اللہ کے گرد تین سو انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں، اور رکن یمانی اور رکن اسود کے مابین ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں، جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کی قبریں حطیم میں میزاب (پرنالے) کے نیچے ہیں، حضرت نوح، ھود، شعیب اور صالح علیہم السلام کی قبریں، زمزم اور مقام ابراہیم کی درمیانی جگہ پر ہیں۔

جن انبیاء کرام علیہم السلام نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا ہے ان میں سیدنا آدم، سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل، سیدنا موسیٰ، سیدنا یونس، سیدنا ہود، سیدنا صالح، سیدنا شعیب اور سیدنا عیسیٰ علیہم السلام جیسے جلیل القدر انبیاء کرام شامل ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَجَّ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ علیہ السلام فِي خَمْسِيْنَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَعَلَيْهِ عِبَائَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ وَهُوَ يُلَبِّي: لَبَّيْكَ، اللّٰهُمَّ، لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَبَّيْكَ، أَنَا أَعْبُدُكَ، أَنَا لَدَيْكَ، لَدَيْكَ، يَا كَشَّافَ الْكُرَبِ، قَالَ: فَجَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ.

(السنن الكبرىٰ، للبيهقي، ۵/۱۷۷، الرقم: ۹۶۱۹)

''حضرت موسیٰ بن عمران ؑ نے بنی اسرائیل کے پچاس ہزار لوگوں کی معیت میں کعبۃ اللہ کا حج ادا کیا۔ آپ پر دو قطوانی عبائیں تھیں اور وہ تلبیہ کہہ رہے تھے (جس کے کلمات ہیں:) اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں تیری عبادت اور غلامی کے لیے حاضر ہوں۔ میں تیری عبادت کرتا ہوں، تیرے پاس ہوں، تیرے پاس ہوں اے مصائب کو دور کرنے والے رب!۔ آپ بیان کرتے ہیں: پہاڑوں نے آپ کی اس لبیک کا جواب دیا، یعنی انہوں نے بھی تلبیہ پڑھا''۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ مَرَّ بِالصَّخْرَةِ مِنَ الرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ مُوْسٰى نَبِيُّ اللهِ، حُفَاةً، عَلَيْهِمُ الْعَبَاءُ، يَؤُمُّوْنَ بَيْتَ اللهِ الْعَتِيْقَ. (مسند ابی یعلیٰ، ۱۳ / ۲۰۱، الرقم: ۷۲۳۱)

''وادی روحاء کے مقام صخرہ سے ستر انبیاء کرام ؑ، ننگے پاؤں اپنے اوپر عباء زیب تن کیے ہوئے گزرے ہیں، ان میں اللہ کے نبی حضرت موسیٰ ؑ بھی تھے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کا قصد کیے ہوئے تھے''۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ دورانِ حج رسول اللہ ﷺ کا وادی عُسفان سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابو بکر! یہ کونسی وادی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وادی عُسفان۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ مَرَّ بِهٖ هُوْدٌ، وَصَالِحٌ عَلٰى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ؟ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ، وَأَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ.

(مسند احمد بن حنبل، ۱: ۲۳۲، ۲۳۲، الرقم: ۲۰۶۷)

''اس وادی پر سے حضرت ہود اور حضرت صالح ؑ کا گزر ہوا تھا۔ وہ ایسی سرخ اونٹنیوں پر سوار تھے جن کی نکیلیں کھجور کی چھال کی تھیں، ان کے تہبند عبائیں اور ان کی چادریں چیتوں کی کھال کی تھیں، وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے، اور اس قدیم گھر (کعبۃ اللہ) کی زیارت کو جا رہے تھے''۔

حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر ؓ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَقَدْ كَانَ هٰذَا الْبَيْتُ يَحُجُّهُ سَبْعُ مِائَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، يَضَعُوْنَ نِعَالَهُمْ بِالتَّنْعِيْمِ، وَيَدْخُلُوْنَ حُفَاةً تَعْظِيْمًا لِلْبَيْتِ.

(المصنف، لابن ابی شیبه، ۳: ۲۳۸، ۲۳۸، الرقم: ۱۳۷۹۸)

''بیت اللہ کا حج بنی اسرائیل کے سات سو انبیاء کرام ؑ نے کیا، وہ اپنے جوتے تنعیم کے مقام پر ہی اتار دیتے تھے، اور حرم میں بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے''۔

سابقہ انبیاء کرامؑ کا مکہ معظّمہ کی طرف ہجرت کا سبب

بلاشک و شبہ کعبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ تعمیر کعبہ کے صرف چالیس سال کے بعد اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ کا دوسرا گھر مسجد اقصیٰ بھی بن گیا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابو ذر ؓ سے مروی حدیث میں ہے، اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً.

(صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، ۳: ۱۲۳۱، الرقم: ۳۱۸۶)

''یا رسول اللہ ﷺ! روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام۔ اُنہوں نے کہا: میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کونسی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔ اس پر میں نے عرض کیا: ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال کا''۔

اس سے واضح ہوا کہ اس زمانے میں زمین پر کعبۃ اللہ ہی تنہا اللہ تعالیٰ کا گھر نہیں تھا، اسی زمانے میں ایک دوسرا گھر مسجد اقصیٰ کی صورت میں بھی موجود تھا۔ تمام انبیاء کرام ؑ جن ملکوں یا شہروں میں مبعوث ہوئے، وہ علاقے مکہ معظّمہ کی نسبت القدس یعنی مسجد اقصیٰ کے قریب تر تھے اور بیشتر انبیاء ؑ تو مقیم ہی مسجد اقصیٰ کے قرب و جوار میں تھے۔ بنی

اسرائیل جو کہ حضرت یعقوب ؑ کی اولاد ہیں وہ القدس اور اس کے قرب جوار میں آباد تھے۔ لہٰذا یہ علاقہ خطہء بنی اسرائیل کے نام سے مشہور تھا۔ سیدنا عیسیٰ ؑ کی بعثت مبارکہ کے وقت تو بیت المقدس میں سارے کے سارے یہودی آباد تھے۔ اسی علاقے یعنی خطہ بنی اسرائیل سے ایک ہزار انبیاء کرام ؑ مکہ مکرمہ آئے جہاں بنی اسماعیل آباد تھے۔

حضرت شعیب ؑ وادی سینا کے پاس طور کے قریب شہر مدائن میں سکونت پذیر تھے۔ سیدنا موسیٰ ؑ نے جب فرعون کا شہر مصر چھوڑا تھا تو اُنہی کے پاس گئے تھے۔ پھر حضرت شعیب ؑ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور صحن کعبہ میں دفن ہوئے۔

اسی طرح سیدنا موسیٰ ؑ کی بعثت بھی مصر میں ہوئی جہاں سے القدس قریب ہے، وہ بھی حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔ اسی طرح سیدنا عیسی ؑ جن کی جائے ولادت اور وطن القدس تھا اور وہ مسجد اقصی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے مگر وہ بھی بیت اللہ کا حج کرنے مکہ مکرمہ آتے رہے۔

المختصر! تمام انبیاء کرام ؑ جو القدس (یروشلم) کے قرب وجوار میں مبعوث ہوتے رہے وہ اپنے اپنے علاقوں سے پیدل چل کر مکہ مکرمہ آتے رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی برہنہ پا پیدل چل کر آتے رہے ہیں اور کچھ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر آتے رہے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جلیل القدر انبیاء و رسل ؑ اپنے قریب موجود اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد اقصیٰ چھوڑ کر طویل سفر طے کرکے مکہ معظّمہ میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے گھر کعبہ کی زیارت کے لیے کیوں آتے رہے ہیں؟ آخر کعبہ اور مکہ معظّمہ کو وہ کون سی خصوصیت یا انفرادیت حاصل تھی جو مسجد اقصیٰ کو میسر نہ تھی؟ اگر اللہ تعالیٰ کے گھر کا ہی طواف کرنا تھا یا اللہ تعالیٰ کے گھر میں جاکر اس کی عبادت کرنی تھی تو القدس میں رہ کر وہ مسجد اقصیٰ میں یہ اعمال بجا لا سکتے تھے۔ وہ کیوں مکہ مکرمہ جاتے رہے اور وہاں قیام اختیار کرتے رہے ہیں؟ وہ مکہ میں وفات پانے کی آرزو کیوں کرتے رہے اور مکہ میں ہی اُن کی قبریں کیوں بنیں؟

ان سوالات کا جواب یہ ہے کہ وہ بیت المقدس کے بجائے یہاں مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کا محض طواف کرنے اور عبادت کرنے نہیں آتے تھے بلکہ ان کی یہاں تشریف آوری کی وجہ فقط ایک تھی اور وہ یہ کہ ہر نبی کو معلوم تھا کہ ہمارے بعد آخری زمانے میں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت اسی شہر مکہ میں ہوگی، شاید کہ وہ اس نبی ﷺ کا زمانہ پا لے، ان کی زیارت کرلے اور (حکم الٰہی کی تعمیل میں) ان پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کرے اور ان کی مدد و نصرت کرے۔ جیسا کہ اس حکم کو قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَo

’اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں‘‘۔ (آل عمران، ۳/ ۸۱)

اللہ رب العزت نے سیدنا آدم ؑ سے لے کر سیدنا عیسیٰ ؑ تک تمام انبیاء کرام ؑ کو ان کے مبارک جسموں کی تخلیق سے پہلے ان کی روحوں کو جمع کیا تھا اور فرمایا تھا: میں تم سب کو نبوت دوں گا اور دنیا میں مبعوث کروں گا۔ تمہیں کتابیں دوں گا، تم پر وحی نازل کروں گا، اور جب تم سب کا زمانہ ختم ہو جائے گا تو میرا آخری رسول ﷺ آئے گا، جس کی وجہ سے میں نے ساری کائنات بنائی ہے۔ اُن کی بعثت شہر مکہ میں ہوگی۔ یہ بات سابقہ صحیفوں اور کتب آسمانی میں بھی درج تھی کہ اُن کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اور وہ کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔ لہٰذا ہر نبی اپنی

امت کو کہتا تھا کہ اگر میرے زمانے میں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو اُن پر ایمان لے آنا۔ مکہ معظّمہ ہی عظمت والا شہر ہے جہاں رب کائنات کے محبوب نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مبارک شہر کی قسم کھائی، ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَo (البلد، ۹۰/۱-۳)

’’میں اس شہر (مکہ) کی قَسم کھاتا ہوں o (اے حبیبِ مکرّم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیںo (اے حبیبِ مکرّم! آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم علیہما السلام) کی قَسم اور (ان کی) قَسم جن کی ولادت ہوئی‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ. (آل عمران، ۷/۱۵۷)

’’(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اورمعاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اورانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں‘‘۔

لہٰذا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنا فریضہ نبوت ادا کرنے کے بعد چاہتے تھے کہ مکہ معظّمہ چلے جائیں، شاید نبی آخرالزمان ﷺ اُن کی زندگی میں ہی تشریف لے آئیں اور وہ بھی اُن کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل کر لیں، اُن پر ایمان لے آئیں اور اُن کے اُمتی بن جائیں۔

صرف نبی آخرالزمان ﷺ کی محبت وجہ سے ہزارہا انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے علاقوں سے ہجرت کی اور پیدل سفر کر کے اِس مبارک شہر مکہ میں آئے، جہاں نبی اُمی سیدنا محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہونی تھی۔ فقط اسی غرض سے وہ طویل مسافتیں پیدل طے کرتے رہے۔

اسی غرض سے انبیاء کرام علیہم السلام مسجد خیف بھی آئے، اس کے قرب و جوار میں رہائش اختیار کی، پھر یہیں وفات پائی اور اسی مسجد میں دفن کئے گئے۔ اسی طرح وادی ازرق، وادی سرر، وادی ہرشیٰ، وادی روحاء اور وادی عُسفان سے انبیاء کرام علیہم السلام اسی تمنا اور آرزو میں تلبیہ پڑھتے ہوئے گزرے۔

چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نبی آخر الزمان ﷺ کی مکہ مکرمہ میں بعثت مبارکہ اور پھر یہاں سے مدینہ منورہ ہجرت سے باخبر تھے، اسی بناء پر وہ اپنی اُمت کو بھی اس کی خبر دیتے تھے۔ یہود جو مدینہ منورہ میں آباد تھے وہ بھی اپنی نسلوں کو بتاتے تھے کہ نبی آخرالزماں ﷺ مبعوث ہونے والے ہیں۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے کافروں پر فتح یابی کی دعا مانگتے تھے، جیسا کہ قرآن مجید نے اس امر کو بیان کیا ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَo

’’حالاں کہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ اور ان پر اترنے والی کتاب ’قرآن‘ کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب ’قرآن‘ کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہوگئے، پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے‘‘۔ (البقرۃ، ۲/۸۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مکہ مکرمہ میں آنے اور وہاں سکونت اختیار کرنے کا واحد سبب ان کی یہ آرزو تھی کہ شاید وہ خاتم المرسلین ﷺ کا دیدار کرلیں، ان پر ایمان لائیں اور ان کے دینِ متین کی نصرت کریں۔

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حرم مکہ کی طرف ہجرت، اس میں سکونت اور پھر وہیں ان کی وفات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسا وہ فقط نبی آخرالزمان ﷺ کے شوقِ دیدار، ملاقات اور آپ پر ایمان لانے کی خاطر کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی مکرم ﷺ کا ادب بجا لانے کی توفیق مرحمت فرمائے اورہمیں آپ ﷺ کے پیروکار، مددگار اور ساتھیوں میں سے بنائے، ہمیں آپ ﷺ کی اطاعت اور شفاعت نصیب فرمائے۔ نیز روزِ قیامت ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ❁❁❁❁

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

اللہ نے بعثتِ رسول ﷺ پر خوشیاں منانے کا حکم دیا

اللہ نے نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت کو احسان عظیم قرار دیا

میلاد کیوں منایا جائے؟ اس کی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: میلاد کیوں منایا جائے اور آج کے دور میں میلاد منانے کی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟

جواب: دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک اپنا یوم آزادی مناتا ہے اور آزادی دلانے والے اپنے ہر لیڈر کا یوم پیدائش بھی مناتا ہے تو پھر تمام دنیا کے لئے آزادی کا منشور لانے والے، کائنات کو قیصر و کسریٰ، فرعون و نمرود، شداد و قارون، ہامان و چنگیز، ہلاکو اور ان جیسے ظالموں کے آہنی پنجوں اور خونخوار جبڑوں سے سسکتی بلکتی انسانیت کو نجات دینے والے کائنات کے سب سے بڑے محسن اور رحمتِ عالمیاں کی تشریف آوری کے دن کی خوشیاں کیوں نہ منائی جائیں، جن کی آمد کے دن سے بڑھ کر کوئی خوشی کا دن ہو نہیں سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا. (آل عمران، ۳: ۱۰۳)

’’اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے، اور تم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے پھر اس نے تمہیں اس گڑھے سے بچا لیا‘‘۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ لوگو! تم اپنے اعمالِ بد کی بناء پر دوزخ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے اور اس میں گرا ہی چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو بھیج کر تمہیں اس خطرناک صورت حال سے تمہیں بچالیا۔ مزید فرمایا:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا. (الاعراف، ۷: ۱۵۶ تا ۱۵۸)

’’اور میری رحمت ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے، سو میں عنقریب اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور وہی لوگ ہی ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور

بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور اُن سے اُن کے بارِگراں اور طوقِ (قیود)- جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے- ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں''۔

جس دن اتنا بڑا رہنما دنیا میں تشریف فرما ہو، اتنا عظیم نجات دہندہ دنیا کے مظلوموں کو ملا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم نہیں تو کیا ہے۔ پھر اس دن کو کیوں نہ منایا جائے؟ ایک اور مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (الانبیاء، ۲۱:۱۰۷)

''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

پھر فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (آل عمران، ۳:۱۶۴)

''بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

یہ ہیں وہ رسول معظم ﷺ جن کی بعثت کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم جتلایا۔ لہٰذا اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر خوب خوشیاں منایا کرو، ان کے خوب گن گایا کرو، ان خوشیوں کے منانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ. (یونس، ۱۰:۵۸)

''فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں''۔

ذکرِ رسول ﷺ کا خدائی اہتمام

آقا ﷺ کی آمد کی خوشیاں منانا، آپ ﷺ کے تذکارِ جمیلہ سے اپنے قلوب و ارواح کو منور کرنا ہر مومن پر واجب ہے۔ اس لئے کہ ذکرِ رسول ﷺ کا اہتمام خود رب کائنات بھی فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (الاحزاب، ۳۳:۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے سے بڑے کام میں بھی کسی کو اپنا شریک نہیں کیا مگر ذکرِ محبوب درود و سلام جو درحقیقت ذکرِ محبوب ہے، اس عمل میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے آپ کو شامل کیا کہ میں اپنے محبوب پر درود و سلام بھیجتا ہوں مرے فرشتے بھی یہی وظیفہ کرتے ہیں لہٰذا مومنین بھی اگر میری رضا و خوشنودی کے طالب اور میرے محبوب ﷺ سے محبت بھرا تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں تو اُن پر درود و سلام پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے اِس اہتمام میں خود کو اس لئے شامل فرمایا تاکہ کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آئے کہ محبوب کسی کے ذکر کا محتاج ہے، اس لیے کہ جس کے ذکر کو رب کائنات بلند کرے اس کو کسی اور کی محتاج نہیں بلکہ محض اہل ایمان کی بھلائی اور انہیں اپنی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں سے بہرہ ور فرماتے ہوئے ان کو اس کار سعادت میں شریک کردیا۔ یہ سراسر اس کا کرم ہے، شفقت ہے جیسے اللہ کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں، جو کرے گا اپنے بھلے کو کرے گا۔ اسی طرح رسول پاک ﷺ کسی کے ذکر و نعت، درود و سلام کے محتاج نہیں جو یہ

عمل صالح کرے گا اپنے بھلے کو کرے گا اور جو بدنصیب شیطانی وساوس کا شکار ہوکر اس سعادت سے محروم رہا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اسی لیے رب کریم فرماتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. (الانشراح، ۹۴:۴)

''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا''۔

سراپا ذکر

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ذکر قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا اللهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ج اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط قَدْ اَنْزَلَ اللهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا. رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. (الطلاق، ۶۵: ۱۰، ۱۱)

''سو اللہ سے ڈرو اے عقل والو! بے شک اللہ نے تمہاری طرف 'ذکر' اتارا جو کہ رسول معظم ہیں، جو تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتے ہیں تاکہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف نکال لائے''۔

مفسرین کی کثیر تعداد نے آیت مذکورہ میں ''ذکر'' سے مراد ''رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات'' مراد لی ہے۔ حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(ابن کثیر، تفسیر، ۴: ۳۸۵۔ الرازي، تفسیر الکبیر، ۳۰: ۳۵۔ بغوي، معالم التنزیل، ۴: ۳۶۱۔ بیضاوي، أنوار التنزیل وأسرار التأویل، ۵: ۳۵۲۔ سیوطي، جلالین، ۱: ۷۵۰۔ آلوسي، روح المعاني، ۲۸: ۱۴۱۔ قرطبي، الجامع الأحکام القرآن، ۱۸: ۱۷۳۔ محمد بن جریر، تفسیر طبري، ۲۸: ۱۵۲۔ مودودي، تفہیم القرآن، ۵: ۵۸۵)

چشم عالم یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان ورفعنا لک ذکرک دیکھے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿قَدْ اَنْزَلَ اللهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا. رَّسُوْلًا﴾ میں ان کلمات طیّبات میں کلمہ 'ذِکْرًا' مبدل منہ ہے اور کلمہ 'رَسُوْلاً' اس کا بدل کل ہے جس کا مطلب ہوا کہ اللہ نے تمہاری طرف ذکر یعنی رسول محترم کو بھیجا۔

طرزِ استدلال

ذکر مصدر ہے جو کبھی اسمِ فاعل کے معنی میں اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ''ذکر''، ''ذاکر'' (ذکر کرنے والا) کے معنی میں ہوگا یا مذکور (جس کا ذکر کیا جائے) کے معنی میں۔ اگر ذاکر کے معنی میں ہو تو مطلب ہوا کہ رسول اپنے رب کا ذکر کرنے والے ہیں اور اگر ذکر ''مذکور'' کے معنی میں لیں تو مطلب ہوگا جس کا ذکر کیا جائے۔ پہلی صورت میں پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کا ساری مخلوق سے بڑھ کر ذکر کرنے والے ہیں جیسے کہا جاتا ہے زیدٌ عَدْلٌ زید اتنا زیادہ عدل کرنے والا ہے کہ گویا سراپا عدل ہے۔ اسی طرح اگر ذکر کو بمعنی مذکور لیں تو مطلب ہوگا اس رسول ﷺ کا اتنا زیادہ ذکر کیا گیا اور کیا جاتا رہے گا کہ ان کو ''مذکور'' نہ سمجھو بلکہ یہ تو سراپا ذکر ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ ان کا ذکر سب سے بڑھ کر ہوا جس کا اعلان اللہ خود فرماتا ہے:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (الاحزاب، ۳۳: ۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرّم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

لہٰذا ان کا ذکر کبھی ختم ہوا، نہ ہوگا۔۔۔ اس نور کی آن بان نہ کبھی مدہم ہوئی، نہ ہوگی۔۔۔ حضور کی تخلیق سب سے اول اور بے مثال۔۔۔ آپ کی ولادت باسعادت بھی بے مثال۔۔۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ بے مثال و بے نظیر۔۔۔ جس کی قسم خدا نے کھائی:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ o

''(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمرِ مبارک کی قسم، بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں''۔ (الحجر، ۱۵: ۷۲)

لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد منانا ہمارا فرض بنتا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کو سنہرے اصول زندگی عطا کئے، اخلاقِ حسنہ سے نوازا اور قیامت تک کے لئے لائحہ عمل عطا فرمادیا ہے۔

❁❁❁❁❁

درجاتِ ولایت کی بلندی کا طریق علم ہے

خبردار! بے شک اولیائے اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہونگے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین ناقل، طالب حسین سواگی، محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

”خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے“۔ (یونس، ۱۰: ۶۲)

امتِ مسلمہ میں ولایت کے باب میں جو مقام و مرتبہ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کو حاصل ہے وہ کسی اور ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ تمام اولیاء کے نہ صرف سردار ہیں بلکہ کسی کی مرتبۂ ولایت پر تقرری بھی آپ کی بارگاہ کی منظوری سے ہی مشروط ہے۔ حضور غوث الاعظم ؓ ہمہ جہتی اوصاف کے مالک ہیں۔ آپ نہ صرف روحانیت بلکہ علوم و معارف کا بھی بحرِ بے کنار ہیں۔ عموماً ہم جب بھی سیدنا غوث الاعظمؓ کا تذکرہ کرتے ہیں تو سارا بیان ان کی کرامات کا ہی ہوتا ہے۔ ہم ان کی ولایت اور مقام و مرتبے کو حسّی کرامات کے ساتھ پرکھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آپ ؓ کی کرامات کے تواتر کو صرف صوفیاء نے ہی بیان نہیں کیا بلکہ محدثین بھی انہیں بیان کرتے آئے ہیں۔ ائمہ، علماء اور محدثین نے لکھا ہے کہ جس تواتر کے ساتھ آپ کی کرامات مروی اور ثابت ہیں، اتنے تواتر کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کی امت میں کسی اور ولی کی کرامات ثابت نہیں۔ مگر حضور غوث الاعظم ؓ کی شخصیت کا ایک گوشہ ایسا بھی ہے کہ جسے کبھی علماء، خطباء اور واعظین نے بیان نہیں کیا اور نہ اس حوالے سے کوئی کتاب لکھی گئی۔ گذشتہ نو سو سال میں اس پہلو کو نہ اجاگر کیا گیا اور نہ اس سمت دھیان ہی نہیں دیا گیا۔

کرامت کی اقسام

کرامت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ کرامتِ حسّی ۲۔ کرامتِ معنوی

کرامتِ حسّی وہ ہے جس کا عامۃ الناس ادراک کرسکیں اور کوئی خارق العادت واقعہ ہوتا دیکھ یا سُن سکیں جبکہ کرامتِ معنوی میں بظاہر کوئی خارق العادت واقعہ ہوتا نظر نہیں آتا مگر اس ولی کی دین اسلام کے فروغ کے لیے کی گئی علمی و فکری خدمات اس قدر اعلیٰ و عظیم ہوتی ہیں کہ وہ خدمات اپنے اثرات کی بناء پر کرامت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کرامت کو کرامتِ معنوی کہا جاتا ہے۔

ولایت میں کرامتِ معنوی ہی اصل اور عظیم چیز ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ کسی بھی ولی کی کرامت اُس امت کے نبی کے معجزے کا تسلسل ہوتی ہے، یہ ایک اصول ہے۔ لہٰذا ہر ولی کی کرامت مِنْ وَجہٍ اُس امت کے نبی کے معجزات کا تسلسل ہے، گویا وہ کرامت حقیقت میں اس نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی بہت سے معجزات عطا ہوئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ کیا تھا؟ پھر اُسی معیار پر آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات کی نوعیت کو دیکھا جائے گا۔ کسی نبی کے معجزات میں جو معجزہ سب سے اعلیٰ

☆ خطاب نمبر: Gf-35، تاریخ: 14 جنوری 2017ء مقام: کینیڈا

ہوگا، اس نبی کے اولیاء کی اُسی نوعیت کی کرامات سب سے اعلیٰ ہوں گی۔ اگر آقاﷺ کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ جاننا چاہیں تو کسی کا ذہن چاند کو دوٹکڑے کرنے کی طرف جائے گا۔۔۔کسی کا ذہن معراج شریف کی طرف جائے گا۔۔۔کسی کا ذہن ڈوبے سورج کو پلٹانے کی طرف جائے گا۔کوئی شک نہیں کہ یہ سارے معجزات عظیم ہیں مگر ائمہ، اولیاء، محدثین اور فقہاء سب کے ہاں جب آپﷺ کے معجزات کی فہرست بنتی ہے تو آپﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ''قرآن مجید'' قرار پاتا ہے۔ اس لئے کہ اس شان کا حامل معجزہ پہلے انبیاء کو بھی حاصل نہیں۔

سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ پہلے انبیاء و رسل پر بھی تو صحائف و کتب نازل ہوئی ہیں، پھر قرآن مجید کو یہ امتیاز کیوں حاصل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰؑ کا سب سے بڑا معجزہ تورات نہیں ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ انجیل نہیں ہے۔ داؤد علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ زبور نہیں ہے۔ اگر اُن انبیاء کے معجزات میں بھی سب سے بڑا معجزہ اُن کی کتابیں ہوتیں تو اُن کی کتابوں میں تحریف نہ ہوسکتی، اُن کی کتابیں اسی طرح محفوظ و مامون ہوتیں جیسے قرآن مجید محفوظ و مامون ہے۔ اس لئے کہ معجزہ کبھی انسانی کاوشوں سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔ معجزے پر کبھی کوئی حاوی اور غالب نہیں آسکتا۔ معجزہ ہر ایک پر غالب ہوتا ہے اور ہر ایک کو عاجز کر دیتا ہے۔ دیگر آسمانی کتابیں بھی انبیاء و رسل پر نازل ہوئیں، بلاشبہ وہ منزّل من اللہ کتابیں تھیں مگر معجزات کے باب میں یہ کتابیں ان انبیاء کا سب سے بڑا معجزہ نہیں ہیں جبکہ دوسری طرف آقا علیہ السلام کو قرآن مجید کی شکل میں جو سب سے بڑا معجزہ اللہ نے عطا کیا اس کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں، جو 1400 سال گزرنے کے بعد بھی تحریف سے کلیتًا پاک ہے۔ اس کی مثل و مثال آج تک کوئی پیش نہیں کرسکا اور یہ ایک مفصل علم کی حامل ہے۔

موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے جو معجزات عطا کئے، ان میں جادوگروں کے جادوؤں کو ختم کر دینا، دریائے نیل کو دوحصوں میں تقسیم کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو لے کر نکلنا، عصا مبارک کا عطا کیا جانا اور ید بیضاء وغیرہ شامل ہیں۔عیسیٰؑ کو ملنے والا سب سے بڑا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا تھا۔ ان معجزات نے اُس دور کی انسانیت کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ جب آقا علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے تو آپﷺ کو دیگر معجزات بھی عطا ہوئے اور وہ سارے معجزات حق ہیں مگر آپﷺ کے معجزات میں سب سے عظیم الشان معجزہ ''قرآن'' ہے، جس کی بلاغت و فصاحت، علمی شان اور دیگر خصوصیات کا زمانۂ نزول کے وقت بھی کوئی مقابلہ نہ کرسکا اور نہ کوئی قیامت تک کرسکتا ہے۔

قرآن مجید۔۔۔عظیم ترین معجزۂ مصطفیٰ ﷺ

یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ معجزہ اثباتِ رسالت کے لیے ہوتا ہے۔ چاند دوٹکڑوں میں تو ایک بار ہوا تھا اور اس واقعہ کو چودہ سو سال گزر گئے، چاند کا ٹکڑے ہونا آج کس نے دیکھا ہے۔۔۔؟ آقاﷺ معراج پر تشریف لے گئے، کفار ومشرکین نے پوچھا اور آپﷺ نے انہیں جواب دیا۔ آپﷺ کا جانا اور آنکھ جھپکنے میں پلٹ کر آنا، آج کوئی کس طرح دیکھے گا۔۔۔؟ آپﷺ نے سب کے سامنے پتھروں کو کلمہ پڑھا دیا، لوگ دیکھ کر ایمان لے آئے مگر آج تو اس طرح ہونا کوئی نہیں دیکھے گا۔۔۔؟ درخت زمین کو چیر کر آپﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے، دیکھنے والے ایمان لے آئے، اس وقت ان کے سامنے نبوت و رسالت ثابت ہوگئی مگر آج اُس معجزہ کو اُس طرح ہوتے کون دیکھے گا۔۔۔؟ یہ سارے معجزات حسّی تھے، زمانی و مکانی تھے۔ ایک زمانہ گزر گیا ہے، آج ان تمام معجزات کو دیکھنے والے لوگ موجود نہیں ہیں جبکہ آقاﷺ کی رسالت تو آج بھی موجود ہے، اس لئے کہ آپﷺ پر نبوت ختم کر دی گئی، آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک رہے گی۔ پہلے نبی تو ایک مخصوص مدت کے لیے ہوتے تھے، پھر نیا نبی آ گیا اور ہر دور میں نئی بعثت ہوتی رہی مگر آقاﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک رہے گی اور وہی رسول رہیں گے۔

جب تک رسالت ہے تو اس کا لازمی تقاضا ہے کہ کوئی معجزہ بھی برقرار رہے جو آنے والوں کو حضورﷺ کی رسالت کا ایک ثبوت دیتا رہے۔ آج حضور نبی اکرمﷺ کے سارے معجزات میں سے قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور معجزہ ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ پس حضور نبی اکرمﷺ کی رسالت قیامت تک ہے اور قرآن

مجید بھی قیامت تک ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نزول کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ قرآن میرے محبوب ﷺ کی رسالت کے سچے ہونے کا معجزہ ہے، اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس جیسا قرآن لاکر دکھا دے۔ (بنی اسرائیل، ۱۷:۸۸)

دوسرے مقام پر فرمایا کہ دس سورتیں ہی اس جیسی لاکر دکھا دو: (ھود، ۱۱:۱۳) پھر فرمایا کہ دس سورتیں نہیں لاسکتے تو اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ: (البقرہ، ۲:۲۳)

قرآن مجید کے حوالے سے یہ challenge قیامت تک کے لیے ہے۔ انکار کرنے والوں نے انکار بھی کیے، حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس پر لغویات بکنے والوں نے لغویات بھی بکیں، تہمت لگانے والوں نے تہمتیں بھی لگائیں، آپ ﷺ کی عصمت و تقدس پر کیچڑ اچھالنے والوں نے سیکڑوں کتابیں بھی لکھیں، عالم مغرب ایسی کتابوں سے بھرا پڑا ہے، سب کچھ کیا گیا مگر کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی قرآن مجید کے مقابلے میں کوئی کتاب لکھنے کی جرات نہیں ہوسکی۔ اس کو عظیم معجزہ کہتے ہیں۔

غیر مسلموں کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس پر کیچڑ اچھالنے کے لئے کتابیں لکھی جارہی ہیں اور ہم اپنی کتابوں میں اُن کا رد کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک علمی جنگ ہے۔ وہ تہمت لگاتے رہتے ہیں اور ہم دفاع کرتے رہتے ہیں، اس لئے کہ ہم آپ ﷺ کے نوکر جو ہوئے۔ دشمن تہمت لگاتا ہے تو ہم اپنے مالک اور اپنے آقا ﷺ کے دفاع کے لیے جنگ لڑتے رہتے ہیں۔ دشمنوں نے ہر طریق سے دشمنی کی مگر ساری دنیا کی دشمنی مل کر بھی قرآن کے مقابلے میں کوئی کتاب بنا کر نہیں لاسکی۔ ان کے لئے یہ کتنا ہی آسان ہوتا کہ انہیں سیکڑوں کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی، قرآن کے مقابلے میں ایک ہی کتاب لکھ دیتے اور آقا ﷺ کی شان اقدس پر الزام اور بہتان تراشی کی ضرورت ہی نہ رہتی، بات ختم ہو جاتی اور ہر کوئی دیکھ لیتا کہ یہ قرآن کے بدلے میں کتاب ہے۔ نتیجتاً بڑی وزنی دلیل لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی اور لوگ رسالت کا انکار کر دیتے۔ مگر اسی کو تو معجزہ کہتے ہیں کہ سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھ ڈالی ہیں مگر قرآن کے ایک پارہ یا ایک سورت کے مقابلے میں بھی کچھ نہیں لکھا جا سکا۔ اس لئے کہ قرآن حضور نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، یہ دائمی، ابدی اور مستقل معجزہ ہے جو زمان و مکان کی حدود سے ماوریٰ ہے۔

قرآن کی شان ''علم'' ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی شکل میں موجود حضور نبی اکرم ﷺ کے سب سے بڑے معجزہ کی حیثیت کیا ہے؟

قرآن مجید نے خود اپنی حیثیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ جِئْنٰـهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰـهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ. (الأعراف، ۷: ۵۲)

''اور بے شک ہم ان کے پاس ایسی کتاب (قرآن) لائے جسے ہم نے (اپنے) علم (کی بنا) پر مفصّل (یعنی واضح) کیا، وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے''۔

گویا قرآن مجید مفصّل علم ہے۔ اس میں وہ باتیں کہہ دی گئی ہیں جنہیں قیامت تک کوئی زمانہ کسی بھی علمی معیار پر غلط ثابت نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ علم میں سب سے اونچا ہے۔ گویا آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہوا اور قرآن مجید کی سب سے بڑی شان ''علم'' ہے۔

عظیم ترین کرامات کا قرآنی معیار

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے جس طرح انبیاء و رسل علیہم السلام کے معجزات بیان کئے، اسی طرح پہلے زمانوں کے کئی اولیاء کی کرامات بھی قرآن نے بیان کیں۔ اس موقع پر قرآن میں مذکور اُن کرامتوں میں سے دو کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے:

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی اور ملکہ سبا کا تخت

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے پوچھا: کوئی ہے جو ملکہ سبا کا تخت میرے پاس لے آئے؟

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ. (النّمل، ۲۷: ۳۹)

''ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا: میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں اور بے شک میں اس (کے لانے) پر طاقتور (اور) امانت دار ہوں''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کی پیشکش کو قبول نہیں کیا۔

درباریوں میں سے ایک اور درباری کھڑا ہوا، قرآن مجید اس کا تعارف کرواتے ہوئے کہتا ہے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ.(النمل، ۲۷: ۴۰)

’’(پھر) ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا کچھ علم تھا میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (یعنی پلک جھپکنے سے بھی پہلے)‘‘۔

حضرت سلیمانؑ نے اس کی پیشکش کو قبول کیا اور اس نے اپنے دعوے کے مطابق تخت لاکر دربارِ سلیمانؑ میں پیش بھی کردیا۔ قرآن مجید نے اُس کی کرامت کو علم کے ساتھ متعلق کیا۔ تخت لانے کی پہلی پیشکش کرنے والا جن تھا، اُس کے پاس تو صاف ظاہر ہے ماورائے علم طاقت تھی، اُس کی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا، اُس کے تعارف میں قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ ایسا شخص کھڑا ہوا جو عابد و زاہد تھا، تہجد گزار تھا، کرامات والا تھا، ایسی کسی چیز کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اُس نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت پیش کر دیا۔ دربارِ نبوت میں کرامت ظاہر ہو رہی ہے، اللہ کے نبی تخت پر جلوہ افروز ہیں، ان کے سامنے ان کی امت کا ایک ولی کرامتاً تخت لا رہا ہے اور اُس کرامت کا عنوان قرآن مجید نے الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کے الفاظ کے ذریعے علم کو بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے کرامت کا سب سے بڑا جو پیمانہ عطا کیا ہے اس کا عنوان ’’علم‘‘ ہے۔

۲۔ حضرت خضرؑ کا امتیازی وصف

قرآن مجید میں مذکور دوسری عظیم کرامت حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی ملاقات والے واقعہ میں مذکور ہے۔ اللہ کے برگزیدہ رسول سیدنا موسیٰؑ جب حضرت خضرؑ کی تلاش میں نکلے تو جس جگہ مچھلی زندہ ہوکر دریا میں چلی گئی، اس جگہ پر وہ پلٹ کر واپس گئے اور وہاں انہوں نے حضرت خضرؑ کو پایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کا تعارف کرواتے ہوئے اس مقام پر قرآن مجید میں فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا○ (الکهف، ۱۸: ۶۵)

’’تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضرؑ) کو پا لیا جسے ہم نے اپنی بارگاہ سے (خصوصی) رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے علمِ لدنی (یعنی اَسرار و معارف کا اِلہامی علم) سکھایا تھا‘‘۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جس ولی کی تلاش میں گئے ہیں اُس ولی کی پہچان اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے کہ ہماری بارگاہ اور خزانہ علم میں سے اُسے خصوصی علم کا خزانہ عطا ہوا ہے۔ گویا اس ولی کی امتیازی شان بھی علم ہے۔

بعد ازاں حضرت موسیٰؑ کے حضرت خضرؑ کے ساتھ سفر کے دوران جو تین کرامتیں صادر ہوئی ان تینوں کرامتوں کا تعلق بھی علم کے ساتھ ہے۔

۱۔ کشتی کو توڑنا اور بعد میں بتانا کہ پیچھے ایک بادشاہ آ رہا ہے، حالانکہ اس کو دیکھا نہیں تھا، اُس خبر کے بیان کا تعلق بھی باطنی علم کے ساتھ ہے۔

۲۔ بچے کو مار دینا اور بتانا کہ جوان ہو کر کافر بنتا، اُس کا تعلق بھی علم کے ساتھ ہے۔

۳۔ گرتی ہوئی دیوار کو تعمیر کر کے بتانا کہ اس کے نیچے خزانہ دفن ہے، اُس کا تعلق بھی علم کے ساتھ ہے۔

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے کرامت و ولایت کو ’’علم‘‘ کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں جس شخص سے کرامت صادر ہوئی، اس کے پاس بھی علم تھا اور حضرت موسیٰؑ بھی اُس شخص سے ملنے گئے جس کو اللہ نے اپنے خزانہ علم سے بڑا حصہ عطا کیا تھا۔

معیارِ قرآن یہ ہے کہ معجزہ کے باب میں بھی ’’علم‘‘ سب سے بلند ہے اور کرامت کے باب میں بھی ’’علم‘‘ سب سے بلند ہے۔

کرامتِ علمیہ کا مقام

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ تمام کرامات میں سب سے اونچے رتبے کی کرامت ’’کرامتِ علمیہ‘‘ ہوتی ہے۔ شیخ اکبر نے ’’کرامت‘‘ پر بحث کر کے اس کا خلاصہ اور

نچوڑ اس طرح بیان کیا کہ اگر کوئی ہواؤں میں اڑے تو یہ کرامت ہے مگر اونچی کرامت نہیں کیونکہ پرندے بھی تو ہوا میں اڑتے ہیں۔ اگر کوئی پانی پر چلے تو یہ بھی کرامت ہے مگر اعلیٰ کرامت نہیں، اس لئے کہ مچھلیاں بھی تو پانی پر چلتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حسّی کرامتیں اور خوارق العادات واقعات کرامات ضرور ہیں مگر یہ کرامات اعلیٰ وعظیم مرتبے کی حامل نہیں ہیں۔ بلند مرتبے کی کرامت ''کرامتِ علمیہ'' ہے جس کو قرآن مجید نے واضح کیا ہے۔

ولایت کا اعلیٰ رتبہ کیا ہے؟

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ نے بے شک مردے زندہ کیے، وہ قُمْ بِاِذْنِ اللہ کہتے تو مُردے کو زندہ کر دیتے۔ اِن سے یہ کرامت تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ اسے اولیاء وصوفیاء نے تو بیان کیا ہی ہے مگر ائمہ، فقہاء اور محدثین نے بھی اپنی کتب میں تواتر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں کرامت کے باب میں حضور غوث اعظمؓ کی مُردوں کو زندہ کرنے والی کرامت کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی کرامات بیان کیں۔ مقصد بات کا یہ ہے کہ آپ کی کرامات بے حساب ہیں جن کا کوئی شمار نہیں مگر آپ کی ساری کرامتوں میں سے سب سے بڑی کرامت جس نے آپؓ کی ولایت کو قطبیت کے مرتبے تک پہنچایا، وہ کرامت ''علم'' ہے۔

یاد رہے کہ قطبیت ولایت کا آخری مرتبہ ہے۔ قطب سے اوپر ولایت کا کوئی رتبہ نہیں ہوتا، ولایت قطبیت پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ لفظ ''غوث'' itself ولایت کا مرتبہ نہیں بلکہ یہ روحانی دنیا میں انتظامی عہدہ (managerial rank) ہے۔ اقطاب میں سے جن کو روحانی تقرر کا انتظام و انصرام (management, administration) سونپا جاتا ہے اُس قطب کو غوث کا title دیتے ہیں۔ قطب کئی ہوتے ہیں مگر senior most قطب کو دیگر اقطاب اور عالم ولایت کی management اور administration سونپی جاتی ہے، اُس کو غوث کا title دے دیتے ہیں۔ حقیقت میں غوث، ولایت میں مراتب کے اعتبار سے قطب ہوتا ہے۔

سیدنا غوث الاعظمؓ جب ولایت میں آخری مرتبۂ قطبیت پر پہنچے جو غوثیت عظمیٰ بھی ہے تو اس وجہ سے آپ غوث الاعظم کہلائے۔ اس آخری مقام پر پہنچنے کے حوالے سے جو کرامت کار فرما ہے، وہ طریقِ علم ہے۔ مرتبۂ ولایت میں حاصل مکانتِ علمیہ (مرتبہ علم) نے آپ کو سب سے اعظم قطبیت اور غوثیت کے درجے تک پہنچایا۔ اسی لئے آپؓ نے فرمایا:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِي

''میں علم حاصل کرتا گیا، طریقِ علم پر چلتا گیا اور علم حاصل کرتے کرتے قطب ہوگیا''۔

ولایت کے اور باب بھی ہیں۔ طریقِ صدق بھی ایک باب ہے مگر یہ ولایت میں اونچا جانے کا دوسرا باب ہے۔ ولایت کے رتبات اور درجات میں سب سے منتہائے کمال پر پہنچنے کا جو طریق ہے وہ حضور غوث الاعظمؓ کی ولایت عظمیٰ کا طریقِ علم ہے اور یہ ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

افسوس! ہمارے ہاں علم اِس حد تک زوال کا شکار ہو چکا ہے کہ ہم نے مرتبۂ علم کو ولایت کے ساتھ کبھی جوڑا ہی نہیں اور ہم اس کا تعلق ہی نہیں سمجھتے۔ ہم نے ولایت کے باب میں جہالت کو زیادہ جگہ دے رکھی ہے۔ ہم نے کاروبار اور دھندہ چلانے کے لیے جہالت based ولایت بنا دی ہے۔

یاد رکھیں! جہالت پر مبنی ولایت کی کوئی حقیقت نہیں۔ علم کے بغیر کوئی ولایت نہیں ہوتی۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس علم طریقِ ظاہر سے نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ طریقِ باطن سے ان کی ضرورتِ علمی کو پورا کر دیتا ہے۔ جیسے حضرت خضرؑ کسی مدرسہ سے پڑھے ہوئے نہیں مگر اللہ تعالیٰ انہیں مختلف طریقے سے اپنی بارگاہ سے علم عطا کر دیتا ہے اور علم کے ذریعے ولایت کے آخری مرتبے تک پہنچا دیتا ہے۔

حضور غوث الاعظمؓ کا مقامِ علمی

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ 461 ہجری میں پیدا ہوئے۔ 488 ہجری میں آپ بغداد تشریف لائے۔ 521 ہجری سے 561 ہجری تک 40 سال آپ نے اپنے مدرسہ باب الشیخ پر لوگوں کو خطبۂ علمی دیا اور علم کی خیرات بانٹی۔ آپ ہفتے میں 3

دن، جمعہ کو جمعہ سے قبل، اتوار کی صبح اور منگل کی شام خطاب فرماتے تھے۔ آپ ایک معلم، شیخ اور مدرس تھے اور ہفتہ کے ساتوں دن طلبہ کو باقاعدہ پڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ کے خطاب کی مجلس میں 70 ہزار سے لے کر 1 لاکھ تک افراد آپ کے علم وفکر سے ہفتے میں 3 دن استفادہ کرتے۔ آپ ﷺ کی جملہ کرامات اپنی جگہ مگر وہ تمام کرامات آپ ﷺ کے مرتبۂ علمی کی گرد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ.

''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے''۔

آپ کا یہ فرمان آپ ﷺ کا رتبۂ ولایت ظاہر کرتا ہے اور اس رتبہ کا طریق ''علم'' ہے۔ آپ کا لقب ''محی الدین'' (دین کو زندہ کرنے والا) ہے۔ آپ ﷺ نے حسّی کرامتوں سے دین کو زندہ نہیں کیا بلکہ ''علم'' سے دین کو زندہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے مدرسہ میں اپنے شیخ سے ملنے والی مسندِ علمی پر 528 ہجری سے 561ھ تک 33 سال روزانہ کی بنیادوں پر تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ہم نے کبھی سیدنا حضور غوث الاعظمؒ کی شان کے اس گوشہ کے حوالے سے سوچا ہی نہیں۔ آپg ہر روز تفسیرِ قرآن، حدیث مبارک، فقہ، تصوف و معرفت، ادب، نحو، لغت اور بلاغت وغیرہ سمیت 13 علوم وفنون (subjects) پڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ کے خطابات میں علم کا اتنا ذخیرہ ہوتا تھا کہ 70 ہزار سے 1 لاکھ سامعین کی مجلس میں تقریباً 400 علماء یا کاتب آپ ﷺ کے خطابات کو لکھتے تھے۔

آپ کے زمانے کے اکابر علماء، محدثین اور فقہاء بھی آپ ﷺ کے حلقہ تدریس وارادت میں باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ آپ ﷺ کے تلامذہ میں سے ایک نام امام ابن قدامہ المقدسیؒ کا بھی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابن قدامہ المقدسیؒ شافعی اور حنبلی دونوں مذاہب پر فتویٰ دیتے۔ عراق اور اردگرد کے ممالک سے لوگ شرعی رہنمائی چاہتے اور آپ بغیر کسی تاخیر کے فوراً جواب مرحمت فرماتے۔ یعنی علم اتنا متحضر رہتا تھا، علم پر اتنا تمکن، مضبوطی، دسترس، گہرائی اور گیرائی تھی کہ ایک دن بھی تامل اور تفکر نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ 100 نامور فقہاء امتحان لینے آئے کہ سمجھ نہیں آتا کہ ان کے پاس اتنا علم کہاں سے آتا ہے۔ کتابیں ہم بھی پڑھتے ہیں، مدارس میں ہم بھی جاتے ہیں، مطالعہ ہم بھی کرتے ہیں مگر جو علم یہ بیان کرتے ہیں ہم نہیں جانتے، اس علم کا کہاں سے ورود ہوتا ہے؟ چنانچہ 100 فقہاء کی جماعت نے آپ سے سوالات کیے، آپ نے ان کے ایسے جامع و مانع جوابات مرحمت فرمائے کہ سو کے سو فقہاء پر حالت وجد طاری ہوگئی اور وہ پکار اٹھے کہ ان کے علم کے جو وسائل، ذرائع اور مصادر ہیں وہ ہمارے فہم سے بھی بالا ہیں۔

امام ابن قدامہ المقدسیؒ فقہ حنبلی کی تقریباً سب سے بڑی اور معتمد مصدر و مرجع کتاب ''المغنی'' کے مصنف ہیں۔ آپ کی یہ تصنیف 15 جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب امام ابوالقاسم الخرقیؒ کی ایک چھوٹی سی کتاب ''المختصر'' کی شرح ہے۔ یعنی کتاب ''المغنی'' کا اصل متن ''مختصر الخرقی'' ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسیؒ نے کتاب ''المختصر الخرقی'' حضور غوث الاعظمؒ سے پڑھی اور پھر اس کی عظیم شرح لکھی۔

امام ابن قدامہ المقدسیؒ بیان کرتے ہیں کہ 561 ہجری میں ہم حضور غوث الاعظمؒ کے پاس بغداد پہنچے، یہ آپ کی عمرِ مبارک کا آخری سال تھا۔ میں نے اور امام عبدالغنی المقدسیؒ (حنبلی امام ہیں، بہت بڑے جید محدث اور فقیہ) نے صرف 49 دن آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے، دوسری روایت میں ہے کہ صرف 39 دن آپ ﷺ کے پاس رہے۔ اُن 39 دنوں میں آپ ﷺ سے میں نے ''مختصر الخرقی'' پڑھی اور امام عبدالغنی المقدسیؒ نے حضور غوث الاعظم سے فقہ حنبلی کی کتاب ''الہدایۃ'' پڑھی۔ ایک ''الہدایۃ'' فقہ حنفی کی کتاب بھی ہے، یہ امام مرغینانیؒ نے لکھی ہے، اس کا زمانہ بعد کا ہے۔ جبکہ فقہ حنبلی کی بھی ایک کتاب کا نام ''الہدایۃ'' ہے، عام لوگوں کو اس کے متعلق معلوم نہیں چونکہ ہم دوسرے مذاہب کے بارے زیادہ نہیں جانتے۔ امام عبدالغنی مقدسیؒ حضور غوث پاک سے روزانہ ''الہدایۃ'' پڑھتے اور امام ابن قدامہؒ ''مختصر الخرقی'' پڑھتے۔ اس طرح دیگر علماء وطلبہ میں سے کوئی تفسیر پڑھتا، کوئی حدیث پڑھتا، کوئی عقیدہ پڑھتا، کوئی تصوف ومعرفت پڑھتا اور کوئی لغت و بلاغت کی تعلیم حاصل کرتا۔

اس زمانے میں نحو کے ایک بہت بڑے عالم ابو محمد خشاب نحوی تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کئی بار سوچتے کہ ہم نے حضور

غوث الاعظمؒ سے کیا سننے جانا ہے، اتنے وقت میں ہم نحو پڑھ لیتے ہیں۔ نحو ایک ایسا علم ہے کہ اس کو جاننے والوں کا اپنے اوپر بڑا گھمنڈ ہوتا ہے۔ بعض فنون پر دسترس کی وجہ سے بندوں کو گھمنڈ ہوتا ہے۔ معقولات کے فنون فلسفہ، منطق، بلاغت، نحو، لغت وغیرہ انسان میں بڑی ''میں'' پیدا کر دیتے ہیں۔ ابو محمد خشاب نحوی کہتے ہیں کہ ایک روز سوچا کہ چلو آج حضور غوث الاعظم ؓ کا درس سنتے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ ؓ کے درس میں گئے ہم چونکہ نحوی تھے اور فنون، بلاغت، لغت اور نحوی چیزوں کو سننے کے عادی تھے جبکہ اس وقت آپ ؓ کا درس معرفت پر ہو رہا تھا: لہٰذا ہمیں مزہ نہیں آیا۔ فرماتے ہیں کہ جونہی خیال آیا کہ ''آج نحو کا سبق بھی گیا اور یہاں بھی مزہ نہیں آیا''، اسی وقت دُور منبر پر جلوہ افروز حضور غوث الاعظم ؓ (جو معرفت کا مضمون بیان فرما رہے تھے) نے میرا نام لے کر مخاطب کیا اور فرمایا: تمہیں اپنی صحبت میں اس لیے نہیں بٹھایا کہ تمہیں نحو کا سیبویہ بنا دوں۔ تم نحو کا اللہ کی معرفت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو؟

یعنی اگر آپ کے پاس بیٹھے کسی شخص کے دل میں کوئی خیال آتا تو آپ ؓ اسی وقت اسے مخاطب کر کے اصلاح فرما دیتے۔ آپ ؓ سے اس طرح حجابات اٹھے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود آپ ؓ مرتبۂ علم سے نہ ہٹتے۔ یاد رکھیں! عبادت اور زہد و ورع کے بغیر علم نور نہیں لاتا۔ آپ ؓ نے 40 سال عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کی۔

3ہزار علماء اور تربیت یافتہ اشخاص ہر سال آپ کے دست مبارک سے علم اور تربیت پا کر فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے۔ فلسطین آزاد کرنے والی سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی فوج میں اکثریت ان علماء کی تھی جو حضور غوث الاعظم ؓ کے شاگرد تھے۔ آپ کے طلبہ معرفت، توحید، تصوف، علم فقہ، علم العقیدہ بھی پڑھتے، اللہ کے دین کی طرف دعوت بھی دیتے اور دوسری طرف میدان کے غازی بھی تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی میں لکھا ہے کہ آپ ؓ کی مجلس میں ستر ہزار کا مجمع ہوتا۔ (اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر نہیں تھے۔) جو آواز ستر ہزار کے اجتماع میں پہلی صف کے لوگ سنتے، اتنی ہی آواز ستر ہزار کے اجتماع کی آخری صف کے لوگ بھی سنتے۔ اس مجلس میں علامہ ابن جوزیؒ (صاحبِ صفۃ الصفوہ اور اصول حدیث کے امام) جیسے ہزارہا محدثین، ائمہ فقہ، متکلم، نحوی، فلسفی اور مفسر بیٹھتے اور اکتسابِ فیض کرتے تھے۔

حضور سیدنا غوث الاعظم ؓ نے اُس زمانے میں اس طریق علم سے دین کو زندہ کیا۔ اپنی ولایت کی بنیاد آپ ؓ نے صدق پر رکھی اور درجاتِ ولایت کی بلندی کا طریق علم پر رکھا۔

پیغام!

افسوس! آج ہمارا تعلق علم سے ٹوٹ گیا ہے حالانکہ قرآن مجید نے بھی فرق کا معیار علم کو قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

''فرما دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں''۔ (الزمر، ۳۹: ۹)

اللہ تعالیٰ نے آقا ﷺ کی شانِ علم کو یوں بیان فرمایا:

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ○ (البقرة، ۲: ۱۵۱)

''اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت وحقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے''۔

یعنی نبوت و رسالت کی شان ہو یا ولایت کی شان، اللہ رب العزت نے جتنی شانیں تقسیم فرمائیں، ان تمام کا مدار علم پر رکھا۔

یاد رکھیں! امت، قوم اور ہمارے جملہ طبقات کی کامیابی علم کے ساتھ وابستہ ہونے میں ہے۔ لہٰذا مطالعہ کی عادت بنائیں۔ ہمارے پاس قرآن مجید ہے، جس کا مرتبہ علم ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ نے مفصل علم رکھا ہے، اس قرآن کو عرفان القرآن کے ترجمہ کے ساتھ پڑھیں۔ حدیث مبارکہ کو ''المنہاج السوی'' کے ذریعے پڑھیں۔ دیگر کتب پڑھیں۔ علم کا شغف اور ذوق پیدا کریں۔ علم سے تعلق پیدا کریں۔ روز علم کو حاصل کرنے کے لیے تھوڑا وقت ضرور نکالیں خواہ سن کر ہو یا پڑھ کر۔ حضور غوث الاعظم ؓ سے تعلق کی مضبوطی اور نبوت و ولایت کی حامل شخصیات کی بارگاہ میں قربت ''صدق'' اور ''علم'' سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

❁❁❁❁❁

ماہِ میلاد النبی ﷺ کے تقاضے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

> ”میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک کی تمنا ہوگی کہ کاش وہ اپنے سب اہل و عیال اور مال و اسباب کے بدلے مجھے ایک مرتبہ دیکھ لے“

تحریر: محمد علی قادری ☆

ماہ ربیع الاول کے پُر سعید لمحات ہم پر سایہ فگن ہیں۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے یوم میلاد کو عشاق انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ منا رہے ہیں۔ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے چہروں کی دمک اور آنکھوں کی چمک صاف ظاہر ہے۔ ہر ایک رحمتوں، برکتوں اور عنایتوں کی خیرات سمیٹ رہا ہے۔

ربیع الاول میں خوشیوں کا نظارہ ایک عجیب خوش کن نظارہ ہے، ہاتھوں میں قندیلیں اٹھائے، نعلین مقدسہ کے نقش سے مزین جھنڈے ہاتھوں میں تھامے، لبوں پہ آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا کا نعرہ سجائے، رنگ و نور میں نہائے ہوئے چہرے قابل دید نظارہ پیش کرتے ہیں۔ صَلِّ عَلٰی کے نغمے کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ غلامان مصطفیٰ ﷺ جوق در جوق محافل میں کھنچے چلے آ رہے ہیں۔

جشنِ آمدِ رسول ﷺ کا سلسلہ قریہ قریہ، نگر نگر، شہر شہر جاری ہے۔ تمام اہلِ محبت اپنے اپنے انداز سے اس کا اہتمام کرتے ہیں اور حضور ختمی مرتبت ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○ (یونس، ۱۰:۵۸)

”فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں○“

جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں جن کو ائمہ متقدمین و متاخرین کی تصانیف میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دور حاضر میں اس موضوع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی انتہائی مدلل، جامع اور معرکۃ الآراء تصانیف ”میلاد النبی ﷺ“ اور ”مولد النبی عند الأئمة والمحدثین“ موجود ہیں۔ یہ دلائل اپنی جگہ مسلّمہ ہیں اور امت ان پر عمل پیرا بھی ہے مگر اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ کے مقاصد اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اصلاحِ امت کا فریضہ سرانجام دیا جائے اور جشن میلاد النبی ﷺ کے حسب ذیل فکری اور تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ محبت رسول ﷺ کا فروغ

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اہم ترین پہلو محبت رسول ﷺ کا فروغ ہے۔ آپ ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اسے کثرت سے یاد کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت ہمارا جزو ایمان ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

☆ سینئر ریسرچ اسکالر فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ

لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، ۱:۱۴، رقم:۱۵)

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اُس کے والد (یعنی والدین)، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔''

جبکہ حضرت انس ؓ سے درج ذیل الفاظ مروی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. (صحیح مسلم، کتاب: الإیمان، ۱:۶۷، رقم:۴۴)

''کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں، اس کے مال اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔''

میلاد النبی کی خوشیاں منا کر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے اسی لازوال تعلق حبی کا اظہار کرتے ہیں جو تقاضائے ایمان ہے۔ ماہ میلاد میں حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و شمائل، خصائص و خصائل، نسبی طہارت، نورانی ولادت، بعثت و رسالت، شانِ علم و معرفت، شان ورفعنا لک ذکرک اور دیگر اوصاف و کمالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے، یہ تذکرہ آپ ﷺ سے امت کے تعلق حبی اور عشق کو مزید مضبوط اور مستحکم کرتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے دن خوشیاں منانے والے عشاق در حقیقت محبت رسول ﷺ سے سرشار وہ امتی ہیں جن کا ذکر حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی درج ذیل حدیث میں ہوا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:

مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي، بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ.

(صحیح مسلم، کتاب: الجنہ، ۴:۲۱۷۸، رقم: ۲۸۳۲)

''میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک کی تمنا یہ ہوگی کہ کاش وہ اپنے سب اہل و عیال اور مال و اسباب کے بدلے میں مجھے (ایک مرتبہ) دیکھ لیں۔''

یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کو آقا ﷺ نے سات مرتبہ خوشخبری دی۔ حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طُوبَى لِمَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي وَطُوبَى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ يَرَنِي وَآمَنَ بِي. (مسند احمد بن حنبل، ۵:۲۵۷، رقم: ۲۲۲۶۸)

'' خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات بار خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور مجھ پر ایمان لایا۔''

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منانے سے ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے بھی تعلق پیدا ہوتا ہے اور سنت مصطفیٰ ﷺ سے بھی۔ ان دونوں صورتوں سے محبت رسول ﷺ کا داعیہ بیدار ہوتا ہے۔ ہم اپنے پیارے رسول ﷺ کا یومِ ولادت منا کر ثابت کرتے ہیں کہ ہمیں آپ ﷺ سے محبت ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

۲۔ اطاعت و اتباع رسول ﷺ

جشن میلاد النبی ﷺ کا دوسرا اہم پہلو اطاعت و اتباع رسول ﷺ سے متعلق ہے کہ ہم میلادِ مصطفیٰ کی خوشیاں منانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل اور آپ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ بھی اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں پر اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کو واجب قرار دیا: ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ.

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو''۔ (النساء، ۴:۵۹)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ. (النساء، ۴:۸۰)

''جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو بھی محبتِ الٰہی کے حصول کی شرط قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (آل عمران، ۳:۳۱)

''(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا''۔

احادیث مبارکہ میں بھی اطاعت و اتباع رسول ﷺ کی تاکید ہمیں جابجا نظر آتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۶:۲۶۵۵، رقم: ۶۸۵۲)

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی (درحقیقت) اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں''۔

صحابہ کرام نے اطاعت و اتباع رسول ﷺ کی وہ مثالیں قائم کیں کہ تاریخ عالم میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود کا بیان صحابہ کرام ﷺ کے جذبہ اطاعت و اتباعِ رسول ﷺ کی کمال درجہ عکاسی کرتا ہے۔ امام بخاری نے اسے الصحیح کی کتاب الشروط (۲:۹۷۴، رقم: ۵۸۱) میں روایت کیا ہے۔

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محافل اور اجتماعات سے اطاعت و اتباع رسول ﷺ کا درس ملتا ہے۔ اگر ہم آپ ﷺ کا میلاد خوب دھوم دھام سے منائیں مگر ﷺ آپ کی اطاعت و اتباع کے حکم سے پہلو تہی کریں تو ہمارا دعویٰ محبت خالی دعویٰ کہلائے گا۔ اس دعوی میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل اور سنت کی اتباع کی جائے۔

۳۔ دعوت وتبلیغ دین کے بہترین مواقع

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کے تربیتی پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ داعیین اور واعظین کو اسلامی تعلیمات کے ابلاغ کے بہترین مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ محافل میلاد اور جلسہ ہائے میلاد یا جلسہ ہائے سیرت کا باقاعدہ انعقاد کیا جاتا ہے جس میں علماء وخطباء کو دعوت سخن دی جاتی ہے۔ اس طرح انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منظم انداز میں مواقع میسر آتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنا بنیادی فریضہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ بہرکیف یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اہم تقاضا ہے کیونکہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کا بنیادی مقصد ہی نیکی کو پھیلانا اور برائی کو جڑ سے ختم کرنا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ (آل عمران، ۳:۱۰۴)

''اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں''۔

دورِ فتن میں دعوت حق کا فریضہ سرانجام دینے والوں کا درجہ بیان کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ، يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيُقَاتِلُوْنَ أَهْلَ الْفِتَنِ. (دلائل النبوّة للبيهقي، ۶:۵۱۳)

''بے شک اس امت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لئے اجر اس امت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔''

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محافل اور دیگر تقریبات میں نیکی پھیلانے اور برائی کو روکنے کا نظریہ شامل اہداف ہونا چاہیے۔ اس طرح ہم اصلاح معاشرہ میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۴۔ بچوں کی تربیت کا پہلو

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل اور سرمایہ ہوتے ہیں۔ آج کا بچہ کل کا نوجوان ہے جس کے کندھے پر طرح طرح کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہوگا۔ ان کی ذہنی وفکری تربیت قوموں کی تقدیر بدل دیتی ہے۔ اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ جب بچہ پانچ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دس سال کی عمر میں اسے سختی

سے نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا۔ دیگر عبادات و معاملات میں بھی اسے بلحاظ عمر شریک کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں پر شفقت و مہربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا فلیس منا

''جو چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا، وہ ہم میں سے نہیں''۔ (سنن ابی داود، ۴: ۲۸۶، رقم: ۴۹۴۳)

تاجدار کائنات ﷺ بچوں سے بہت زیادہ پیار فرماتے تھے۔ ان کو سلام میں پہل کرتے، ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے، ان پر لطف و احسان اور مہربانی فرماتے، انہیں کبھی ڈانٹ نہ پلاتے، انہیں شریک دسترخوان کرتے اور کھانا کھانے کے دوران ان کی کسی غلطی پر سرزنش فرمانے کے بجائے انتہائی نرمی اور پیار سے آداب طعام سکھا دیتے۔ شیرخوار بچوں کو لایا جاتا تو ان کو اپنے دست اقدس سے گھٹی دیتے اور برکت کی دعا فرماتے۔ ان کی اچھی باتوں کو سراہتے تاکہ ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو۔

اپنے نواسوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے کمال درجہ محبت فرماتے، انہیں چومتے، اپنے کندھوں پر سوار کرتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تسکین خاطر کے لیے انہیں اپنی زبان اقدس چوساتے۔ زینب بنت سلمہ کے ساتھ کھیلتے اور انہیں یا زوینب یا زوینب (اے چھوٹی سی زینب، اے چھوٹی سی زینب) کہہ کر مخاطب فرماتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایام طفلی ہی سے دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہے جن پر آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور لطف و مہربانی کا یہ عالم تھا کہ ان دس سالوں میں کبھی انہیں ڈانٹ تک نہیں پلائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا چھوٹا بھائی آپ ﷺ کی خدمت میں آتا تو اس سے مزاح فرماتے **یا ابا عمیر ما فعل النغیر** (اے ابوعمیر نغیر (پرندہ جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا) کیسا ہے۔ آپ ﷺ انصار کے گھروں میں تشریف لے جاتے تو ان کے بچوں کو سلام فرماتے اور ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دعوتِ اسلام قبول کرنے والے اولین بچے تھے جو جوان ہو کر حیدر کرار اور خیبر شکن بنے۔ یہ آغوش نبوت کی تربیت کا اثر تھا جس نے انہیں ایک عظیم انسان بنا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب و تعظیم اور محبت کا درس دیتے تھے۔ آپ ﷺ کی شفقت و مہربانی سے ان بچوں کے آپ ﷺ کے ساتھ تعلق حبی کو مزید تقویت ملتی تھی اور براہ راست آپ ﷺ کی تربیت نے ان میں نہایت اعلیٰ اخلاق کو جنم دیا تھا۔

دور حاضر میں بچوں کو محبت رسول ﷺ سے شناسا کرنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

ادّبوا اولادکم علی ثلاث خصال: حبّ نبیکم و حبّ أهل بیته و قراءة القرآن

(الجامع الصغیر للسیوطی، ۱: ۲۵، رقم: ۳۱۱)

''اپنی اولاد کو تین چیزوں کی خصلتیں سکھاؤ، اپنے نبی کی محبت، نبی کے اہل بیت کی محبت اور کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن''۔

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ ایک بہترین ذریعہ ہے جس سے والدین اپنے بچوں کو محبت رسول ﷺ کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ بچے والدین کے ساتھ شوق سے محافل میلاد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ محبت رسول ﷺ کے اس ورثہ کو جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا ہے اگلی نسلوں میں منتقل کریں۔ اپنے بچوں کو میلاد النبی ﷺ کی اہمیت وافادیت سے آگاہ کریں۔ انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کے ان پہلوؤں کا ذکر کریں جو بچوں سے متعلق ہے۔ اس طرح ان کا آپ ﷺ سے تعلق حبی مضبوط سے مضبوط تر ہوگا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس پہلو کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''فی زمانہ اولاد کو حضور ﷺ کی محبت سکھانے کا اس سے مؤثر اور نتیجہ خیز طریقہ اور کوئی نہیں کہ جب وہ شعور و آگہی کی عمر کو پہنچیں تو انہیں حضور ﷺ کا میلاد منانے کی ترغیب دی جائے۔ زیادہ سے زیادہ ایسی محافل کا انعقاد کیا جائے جن میں تذکار سیرت و رسالت ہوں، نعتیں پڑھی جائیں اور ایک خاص اہتمام کے ساتھ حضور ﷺ کے ذکر کی مجالس بپا کی جائیں تاکہ اوائل عمری ہی سے حضور ﷺ کے ساتھ یک گونہ ذہنی و جذباتی

وابستگی پختہ تر ہوتی چلی جائے۔'' (میلاد النبی ﷺ،ص:۶۸۵)

اگر بچوں کی اس نہج پر تربیت کی جائے گی تو ان شاء اللہ وہ ایک بہترین انسان اور بااخلاق و باکردار مسلمان کی حیثیت سے معاشرے کا بہترین فرد بن کر سامنے آئیں گے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول

ہر مسلمان چاہتا ہے کہ میرا رب راضی ہو جائے۔ ہمارے ہر عمل میں رضائے الٰہی کا حصول ہماری نیتوں میں شامل ہوتا ہے۔ کوئی عمل اس وقت خالصیت کے درجہ پر نہیں پہنچتا جب تک اس میں للّٰہیت کا پہلو نہ ہو۔ وہ کام جس میں باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا شامل نہ ہو وہ ریا کے زمرے میں آتا ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ ایک ایسا عمل ہے کہ جو بہر صورت رضائے الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی آمد پر خوشی منانا اس کی رضا کا سبب ہے۔ اس موقع کثرت سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے اور درود وسلام ایک ایسا عمل ہے جو بارگاہ خداوندی میں ہمہ وقت مقبول ہے۔

۶۔ غرباء ومساکین کی اعانت

یوم میلاد النبی ﷺ غریبوں کے آقا ومولا کی ولادت کا دن ہے۔ آپ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ ﷺ غرباء ومساکین کا خیال رکھتے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا فرماتے۔ آپ ﷺ بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے۔ احادیث مبارکہ میں کسی بھوکے شخص کو کھانا کھلانے بہت اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عشاقان مصطفیٰ ﷺ کھانے کھلانے کا وسیع انتظام و انصرام کرتے ہیں اور اطعام الطعام کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اطعام الطعام ایک ایسا عمل ہے کہ جو اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو پسند ہے اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔

صاحب ثروت حضرات کی طرف سے اپنے آقا ومولا ﷺ کی ولادت کی خوشی میں غرباء و مساکین کو ملبوسات اور دیگر اشیائے ضرورت کے تحائف دینا ایک مسنون، مندوب اور محبوب عمل ہے۔

۷۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ سے واقفیت

محافلِ میلاد مصطفیٰ ﷺ بچوں کو سیرت رسول اکرم ﷺ سے روشناس کرانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ محافل میلاد النبی ﷺ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے ذیل میں آپ ﷺ کے حسب ونسب، ایام ولادت، ایام طفولیت، ایام شباب اور عہد نبوت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے فضائل ومناقب اور شمائل وخصائص بیان کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں۔ بعض اشاعتی ادارے کتب سیرت کی نمائش منعقد کرتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر مقالات پڑھے جاتے ہیں۔ مقابلہ سیرت نویسی کروایا جاتا ہے اور بہترین سیرت نگاروں کو انعام و اکرام اور اسناد سے نوازا جاتا ہے۔ آئندہ نسلوں تک سیرت النبی ﷺ کا پیغام پہنچانے کا یہ بہترین موقع سمجھا جاتا ہے۔ بچوں اور بڑوں میں مطالعہ سیرت کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور وہ آقائے نامدار ﷺ کی انقلاب آفریں زندگی کو اپنی آئندہ زندگی کے لیے اسوہ اور نمونہ بنانے کا عزم بالجزم کرتے ہیں۔

۸۔ قلبی و روحانی سکون واطمینان کا حصول

دور حاضر میں ہر دوسرا انسان پریشانیوں کا شکار ہے۔ طرح طرح کے مسائل نے اس کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ ماہ ربیع الاول میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کے پروگرام میں شرکت سے انسان کے دکھوں کا مداوا ہوتا ہے۔ غمگسار عالم ﷺ کے واقعاتِ میلاد کا تذکرہ اور آپ ﷺ کی امت پر عنایات کا ذکر پریشان حال دلوں کی طمانیت کا باعث بنتا ہے۔

؎ جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں۔

۹۔ اسلامی ثقافت کی ترویج و اشاعت

جشن میلاد النبی ﷺ کی ثقافتی ضرورت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ اسلامی ثقافت کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس موقع پر بعض حلقوں کی طرف سے میلاد فیسٹیول منعقد کیے جاتے ہیں جن میں کتب سیرت کے علاوہ اسلامی فنون لطیفہ کے اسٹال بھی لگائے جاتے ہیں۔ اہل فن اپنے فن پارے اور اہل ہنر اپنی مصنوعات متعارف کرواتے ہیں۔ بایں صورت یہ ثقافتی ورثہ نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔

اسی طرح عرب کے ماحول اور اسلامی تہذیب و ثقافت

کی عکاسی کرنے کے لیے اس دن پہاڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ مختلف قسم کے ماڈل رکھے جاتے ہیں اور تلاوت و نعت کی ریکارڈنگ چلائی جاتی ہے۔ بچے اور نوجوان اس کام کو بڑی دلچسپی اور ذوق و شوق کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں۔ اگر ان امور میں کوئی غیر شرعی عمل شامل نہ کیا جائے تو یہ بچوں اور نوجوانوں تک اسلامی ثقافت کو پہنچانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

لمحہ فکریہ!

انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے کچھ نوجوان جشن میلاد کے دن کے تقدس کو انجانے میں پامال کرنے کی جسارت کرتے ہیں اور اس دن ریکارڈنگ چلا کر ناچنا کودنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک غیر شرعی اور قابل مذمت فعل ہے۔ اہل اسلام کا کوئی مسلک اس کی اجازت نہیں دیتا۔ چونکہ نیکی اور بدی کی جنگ کا سلسلہ ازل سے جاری ہے، شیطان اور اس کے چیلے انسان کو نیکی سے روکنے کے درپے رہتے ہیں، لہٰذا اس موقع پر بھی شیطان اپنے حربے استعمال کرتا ہے اور بعض نوجوانوں کو ورغلا کر رقص و سرود میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ نوجوان ابلیس لعین کا آلہ کار بن کر اس دن کے تقدس اور احترام کا خیال نہ کرتے ہوئے لغویات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بجائے حصول ثواب کے عذاب کی لعنت مول لے لیتے ہیں۔ یہ نوجوان اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور مسلمان گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر راہ راست پر گامزن کرنا داعیان اسلام کی ذمہ داری ہے۔ اہل علم کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں ان چیزوں کی مذمت کریں اور انتظامیہ کا بھی فرض ہے کہ نوجوانوں کو اس طرح کی غیر شرعی حرکات سے باز رکھیں اور قانون کی عملداری کو یقینی بنائیں۔

بعض نادان حلقے ان فضول حرکتوں کو دیکھ کر جشن میلاد النبی ﷺ کو ہدف تنقید بنانا شروع کر دیتے ہیں جو سراسر ناانصافی اور جہالت ہے۔ چند لوگوں کی خرابی کی وجہ سے کوئی عمل برا نہیں ہوسکتا۔ وہ عمل اپنی جگہ پر نیک ہے اور نیک ہی رہے گا۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم طاہر ریاض کمبوہ اور محترم محمد بشارت کمبوہ (چنڈالی۔ کامونکی) کی والدہ، محترم رانا علی (مریدکے) کا معصوم بیٹا، محترم غلام علی (مریدکے) کے والد، محترم چوہدری محمد مشتاق (ناظم TMQ پنڈی گھیپ) کے بھائی محترم چوہدری محمد رشید، محترم عبدالستار چوہان (نواب شاہ، کوآرڈینیٹر اپر سندھ MQI) کے والد، محترم محمد اشرف اور محترم محمد حنیف گوندل (للیانی، سرگودھا) کی ہمشیرہ، محترم محمد نواز قادری (نارووال) کی والدہ محترمہ حمیدہ بی بی، محترم خالد محمود سعیدی منہاجین (شیخوپورہ) کے تایا، محترم الحاج عبدالغفور عادل (نائب صدر PAT ہارون آباد) کی اہلیہ، محترم عرفان مغل (گوجرانوالہ) کے بڑے بھائی، محترم اللہ دتہ رحمانی (پتوکی) کے والد، محترم محمد امتیاز بھٹی (پی پی 58 ماموں کانجن) کے خالو عبدالرحمٰن اور چاچو ڈاکٹر محمد فلک شیر، محترم محمد سلیم قادری (صدر تحریک منہاج القرآن کامونکی) کے والد، محترم احمد رضا بیگ ایڈووکیٹ (ناظم TMQ کسووال) کے تایا جان، محترم شاہد فیروز بھٹی کے ماموں جان، محترم تنویر حسین کے والد، محترم اکمل حسین انقلابی (گجیانہ نو) کی خالہ جان، محترم چوہدری ندیم عباس (پی پی 53 جڑانوالہ) کی ہمشیرہ، محترم حافظ عبدالرحمٰن (گوجرہ) کے والد اور محترم رانا محمد ساجد (گوجرہ) کے بڑے بھائی قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام دوروزہ عالمی کانفرنس

فروغِ امن کیلئے ورلڈ کونسل تشکیل دینے کی تجویز، مشترکہ اعلامیہ

دہشت گردی کی کوئی بھی شکل دنیا کے کسی بھی مذہب کے لیے ناقابل قبول ہے

کانفرنس میں آسٹریلیا، سنگاپور، انڈیا، ملائشیاء سے سکالرز کی شرکت

خصوصی رپورٹ | رابعہ ایم علی

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس "International Conferences on religious pluralism and world peace" کے عنوان سے 11 اور 12 نومبر 2017ء کو منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں بین الاقوامی سکالرز نے اپنے مقالہ جات پیش کیے جن کا مرکزی خیال مذاہب کا امن کے قیام کے حوالے سے کردار تھا۔ موضوع کی انفرادیت، افادیت اور ناگزیت کے اعتبار سے اپنی نوعیت کی یہ پہلی بین الاقوامی کانفرنس ہے جس میں سنگاپور، آسٹریلیا، سری لنکا، انڈیا، ملائیشیا سے بین الاقوامی شہرت یافتہ سکالرز نے شرکت کی۔ اس بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کے روح رواں منہاج یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنر کے وائس چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تھے جن کی ذاتی کاوش سے بین الاقوامی شہرت یافتہ سکالرز نے انتہائی اہم موضوع پر پاکستان میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی۔ بین الاقوامی سکالرز نے عالمی امن کے قیام کے حوالے سے مختلف مذاہب کے دہشت گردی کے انسداد کے نظریہ بارے شرکائے کانفرنس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔

اس عالمی کانفرنس کی خاص بات وہ اعلامیہ ہے جو کانفرنس کے اختتام پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پیش کیا۔ انسانیت کو سیاسی، معاشی چیلنجز درپیش ہوں یا عالمی امن کو خطرات لاحق ہوں، عالم اسلام پیچیدہ علمی مسائل سے دو چار ہو یا مختلف نوعیت کے سماجی بحران، تحریک منہاج القرآن اور اس کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق اور اعزاز بخشا کہ انہوں نے سب سے پہلے امت مسلمہ و انسانیت کی علمی اور تحقیقی اعتبار سے رہنمائی کی اور اپنی قومی، ملی و بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انسانیت کی خدمت کے حوالے سے جو علمی و تحقیقی روایات قائم کی ہیں، تحریک منہاج القرآن انھیں نہایت ذمہ داری اور جانفشانی سے لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی درخشندہ روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر و منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اس تاریخی عالمی کانفرنس کے اختتام پر ایک اعلامیہ پیش کیا جسے کانفرنس میں شریک بین الاقوامی سکالرز، سینکڑوں طلبہ و طالبات اور زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات نے سراہا اور اس اعلامیہ کی ہر شق کی متفقہ طور پر منظوری دی۔

کانفرنس کا اعلامیہ

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اعلامیہ پیش کرتے ہوئے کہا:

ا۔ دہشت گردی کی کوئی بھی شکل دنیا کے کسی بھی مذہب کے لیے قابل قبول نہیں ہے اور یہ ہر سطح پر قابل مذمت ہے۔ مذہب کی غلط تعبیر و تشریح کو مکالمہ کے ذریعے روکنا ہوگا اور

مذہبی سکالرز ہی اتھارٹی ہیں۔

۲۔ اعلامیہ میں ایک کونسل تشکیل دینے کی تجویز بھی دی گئی جومختلف ممالک کی حکومتوں سے مل کر فروغ امن کے لیے کئے گئے فیصلہ جات پر عملدرآمد میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

۳۔ اعلامیہ میں ایک انتہائی اہم نقطہ کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے کہا گیا کہ عالمی مذہبی رہنماؤں کومل بیٹھ کر ایک ضابطہ اخلاق طے کرنا چاہیے کہ نفرت اور مختلف مذاہب کے بانیان اور مقدس شخصیات کے خلاف نفرت انگیزی کا سلسلہ بند ہونا چاہیے اور ایسے معاملات میں کونسل کو مداخلت اور محاسبہ کا اختیار ہونا چاہیے۔

۴۔ اعلامیہ میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر بھی زور دیا گیا۔ بالخصوص برما کے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے والےظلم بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ طاقت کے بل بوتے اور تشدد کے ذریعے کسی اقلیت کے حقوق پامال نہیں کیے جا سکتے اور تسلیم شدہ حقوق کو پامال کرنے والوں کے خلاف عالمی سطح پر جہاد ہونا چاہیے۔

اعلامیہ کی منظوری کے بعد معزز مہمانوں نے عالمی کانفرنس کے انعقاد کی عظیم کاوش کو سراہا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی امن کے قیام، انسداد دہشت گردی و انتہا پسندی کے حوالے سے علمی وتحقیقی کاوشوں کو سراہا۔

مقررین کے خطابات

دو روزہ عالمی کانفرنس سے وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی لاہور پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم غوری، ڈی جی پنجاب ہائر ایجوکیشن محمد شاہد سروہا، ڈاکٹر محمد نظام الدین، ڈاکٹر ہربرٹ، ڈاکٹر نعیم مشتاق، ایم یو ایل کے سکول آف ریلیجنز اینڈ فلاسفی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر ہرمن، آسٹریلیا سے آئے ہوئے Dr.AdrianFeldmann، سنگا پور سے آئے ہوئے ڈاکٹر روہن گنارتنا ، ملائشیاء سے آئے ہوئے ڈاکٹر آغس یوسف،انڈیا سے آئے ڈاکٹر شیو نے فروغ امن میں مذہب کے کردار کے حوالے سے معلومات سے بھرپور گفتگو کی اور انتہا پسندی سے نجات کے حوالے سے تجاویز بھی دیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ہمیشہ سب سے پہلے امت مسلمہ وانسانیت کی علمی اور تحقیقی اعتبار سے رہنمائی کی اور اپنی قومی، ملی و بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کیں۔

☆ عالمی کانفرنس کے خوبصورت مقرر ڈاکٹر روہن تھے۔ ڈاکٹر روہن عالمی سطح پر انسداد دہشگردی اور کریمنالوجی کے ایک ایکسپرٹ کے طور پر جانے جاتے ہیں اور دنیا کی مختلف حکومتیں ان کے علم، تجربات ،صلاحیتوں سے بطور ایکسپرٹ استفادہ کرتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر روہن اس سے قبل پاکستان کا متعدد بار دورہ کر چکے ہیں اور وہ پاکستان کے حالات ،اس کے تاریخی پس منظر، کلچر و ثقافت کی معلومات کے حوالے سے کسی بھی عام پاکستانی سے زیادہ باخبر ہیں۔ ڈاکٹر روہن نے اپنے مدلل خطاب میں انتہا پسندی سے نجات اور فروغ امن و ہم آہنگی کے لیے قابل قدر تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ

نفرت کرنے سے نفرت کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے، اسی طرح تشدد سے صرف تشدد فروغ پاتا ہے۔ اصلاح احوال اور کسی فرد کے اندر مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے مذہب کا کردار بنیادی نوعیت کا ہے۔ مذہب برائیوں سے روکنے کے حوالے سے سب سے بڑی تحریک پیدا کرتا ہے اور اس کے بعد مذہبی شخصیات کا بڑا اہم کردار ہے۔کسی بھی مذہب کی شخصیت اپنی مذہبی تعلیم کو کس انداز سے سمجھتی اور اس کا ابلاغ کرتی ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جو دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہو یا بے گناہوں کی جان لینے پر اکساتا ہو۔ مذہب کی غلط تعبیر ایک حل طلب مسئلہ ہے اور مذہب کی غلط تعبیر وتشریح کو روکنا ہوگا۔

ڈاکٹر روہن کا کہنا تھا کہ دوسرے نمبر پر استاد کا کردار بہت اہم ہے چونکہ بچہ والدین کے بعد سب سے زیادہ وقت استاد کے پاس گزارتا ہے اور استاد بچے کے ذہن کی خالی تختی کو اپنے فہم و ادراک کے مطابق پر کرتا ہے۔ اگر استاد کی تربیت اور فہم وفراست میں کمی ہو گی تو اس کا اثر بچے کی شخصیت

پر بھی آئے گا اور اگر استاد بلند کردار، بڑی سوچ اور مثبت رویوں کا حامل ہوگا تو اس کے اثرات لامحالہ بچے کی شخصیت پر مرتب ہونگے۔ اس کے بعد حکومت کا کردار انتہائی اہم ہے۔ حکومت عوام کے جان و مال کے تحفظ اور انہیں برائی کی قوتوں سے بچانے کی ذمہ دار ہے۔ حکومتیں گڈ گورننس، مساوات اور قانون کے یکساں اطلاق کے ذریعے سوسائٹی کے امن کو بگڑنے اور عدم توازن سے دوچار ہونے سے بچاتی ہیں۔

ڈاکٹر روہن نے اپنے خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ جیلوں میں بند سنگین جرائم کے قیدیوں کو سوسائٹی سے مت کاٹا جائے، ان کے جرم کی وجہ سے انہیں تنہا نہ کیا جائے، کسی کے جسم کو قید کرنے سے یا سزا دینے سے ذہن جرم سے خالی نہیں ہوتا، اس کے لیے سوسائٹی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ علمائے کرام، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو جیلوں کے دورے کرنے چاہئیں اور سنگین جرائم میں ملوث سزا یافتہ قیدیوں کے ساتھ انٹرایکشن کرنا چاہیے تاکہ انہیں سوسائٹی کے اندر پنپنے والے منفی رویوں کے بارے میں آگاہی حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ جیلوں میں قید قیدیوں کو ایک اچھا انسان اور شہری بنانے کے لیے لائحہ عمل بنانے کا موقع ملے۔

ڈاکٹر روہن نے تجویز دی کہ جیل میں بند کسی بھی قیدی سے اس کے رشتہ داروں کو ملوانے کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیے، بالخصوص قیدی کے بزرگوں کو قیدی سے ملوانا چاہیے، یقیناً خاندان کے بزرگ کسی بھی شخص کی مجرمانہ سرگرمیوں سے لاعلم ہوتے ہیں ان کے بچے یا بچی کا قید ہو جانا ان کے لیے بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ جب ایک بزرگ، دادا یا دادی، نانا یا نانی قیدی سے سوال کریں گے کہ ”ہم نے تو تمہارے لیے کوئی اور بڑا خواب دیکھا تھا اور تم کہاں کھڑے ہو؟“ بعض دفعہ کوئی ایک جملہ انسان کے اندر کی دنیا کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ اور ایجوکیشن کے ڈیپارٹمنٹس کو بھی سنگین جرائم کے قیدیوں کی صحت و صفائی اور علمی آبیاری کے لیے پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے اور دہشت گردی یا سنگین جرائم کے مجرموں کو مذہب کی اصل تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ ان کے جو بنیادی تصورات ہیں وہ واضح ہو سکیں۔ مذہب کی غلط تشریح کی تصحیح ہونی چاہیے۔ انہوں نے صدق دل سے اس بات کا اعتراف کیا کہ عالم اسلام میں قابل قدر سکالرز ہیں جن کی تحقیق عالمی معیار پر پورا اترتی ہے۔

عالمی مذہبی رہنماؤں کو مل بیٹھ کر ایک ضابطہ اخلاق طے کرنا چاہیے کہ نفرت اور مختلف مذاہب کے بانیان اور مقدس شخصیات کے خلاف نفرت انگیزی کا سلسلہ بند ہونا چاہیے

سوال و جواب کے سیشن میں ایک طالبہ نے ڈاکٹر روہن سے سوال کیا کہ انتہا پسندانہ رجحانات سے بچنے کے لیے کیا اقدامات ہونے چاہئیں؟ ڈاکٹر روہن نے جواب دیا:

آپ رومی کو پڑھیں، انتہا پسندی سے دور رہیں گے۔ رومی میرا پسندیدہ دانشور ہے۔ اس جواب پر شرکائے عالمی کانفرنس نے دیر تک والہانہ تالیاں بجائیں اور داد دی۔ ڈاکٹر روہن کا مزید کہنا تھا کہ سپورٹس، ثقافتی سرگرمیاں اور صوفی میوزک متوازن سوسائٹی کیلئے اہم کردار کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر روہن نے بتایا کہ دنیا کی 6 عظیم تہذیبوں میں سے تین کا تعلق پاکستان کی دھرتی سے ہے، اس میں موہنجوداڑو، ہڑپہ اور گندھارا شامل ہیں۔ وہ یہ دعویٰ کرتے ہوئے انتہائی پرامید اور پراعتماد تھے کہ دنیا کے امن کا ڈی این اے اسی خطے میں ہے۔ صدیوں سے یہ دھرتی پیار کرنے والوں کی آماجگاہ رہی ہے۔

ڈاکٹر روہن نے منہاج القرآن سیکرٹریٹ اور فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا دورہ بھی کیا اور وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نظم و نسق، مختلف ادارہ جات کی تشکیل اور ان کے حسن انتظام کے بارے میں انتہائی مسرور تھے۔ انہوں نے FMRI کے لائبریری ہال میں بھی کچھ وقت گزارا اور سکالرز سے مختلف موضوعات پر گفت و شنید بھی کی۔ ان کا کہنا تھا کہ شیخ اسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے شیخ الاسلام کے انسداد دہشتگردی پر لکھے گئے ضخیم فتویٰ کو بے حد سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ شیخ الاسلام نے اس دستاویز کے ذریعے انتہا پسندی کے الزام کو اسلام کے پرامن

تشخص سے کامیابی کے ساتھ جدا کر دیا۔

☆ کانفرنس میں بدھ ازم کے مقلد ڈاکٹر ایڈرائن بھی شریک تھے۔ سوال و جواب کے سیشن میں ان سے سوال کیا گیا کہ روہنگیا مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ ذبح کیا جارہا ہے، ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے، کیا برما میں بدھ ازم کی تعلیمات پر عمل نہیں ہو رہا یا انسانیت کے احترام کی تعریف میں تحریف ہوگئی؟ ڈاکٹر ایڈرائن نے جواب میں کہا کہ برما میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اسے Own نہیں کرتا البتہ دہشتگردی اور حقوق غصب کرنے کی تعلیم کسی بھی مذہب کا حصہ نہیں ہے۔

☆ عالمی کانفرنس میں خواتین بالخصوص ہائر کلاسز کی طالبات بڑی تعداد میں شریک تھیں اور سوال و جواب کے سیشن میں سب سے زیادہ سوال خواتین کی طرف سے کیے گئے جو اس بات کا انتہائی مثبت اور حوصلہ افزاء اشارہ ہے کہ پاکستان کی خواتین علم و آگہی اور غور و فکر کے اعتبار سے آج ماضی کی نسبت کہیں آگے ہیں۔

کانفرنس میں پنجاب بھر سے مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز نے بھی شرکت کی جن میں بیکن ہاؤس کے پروفیسر مسٹر رضا نعیم، ڈاکٹر نسیم اسحاق، مسٹر فرحت اللہ، ڈاکٹر رمضان شاہد، ڈاکٹر محمد اقبال چاولہ، قیام الدین خان، عبد الولی خان، فائزہ ارشد، ڈاکٹر فرحت اللہ، ڈاکٹر جان عالم، ڈاکٹر مصفیح الرحمان، نایاب ناصر، قیصر بلال، امیر حسین بردی، ڈاکٹر احمد علی، حسنین جاوید، ڈاکٹر جینس خان، ڈاکٹر کلیان سنگھ کلیان، صابر ناز، ڈاکٹر بادشاہ رحمان، ایم قاسم، ڈاکٹر نودیر بخت، سلمہ ناز، ڈاکٹر محمد اکرم رانا نے طلبہ و طالبات کے سیشنز سے خطابات کئے۔ اختتامی سیشن میں ڈاکٹر جیمز چنن بھی شریک ہوئے اور انہوں نے دعائیہ کلمات ادا کئے۔ وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی لاہور ڈاکٹر محمد اسلم غوری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جس میں انہوں نے مختلف ممالک سے آئے ہوئے غیر ملکی مہمانوں، یونیورسٹیز کے فیکلٹی ممبران، طلبہ و طالبات اور میڈیا کے لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ منہاج یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے وائس چیئر مین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے دعائے خیر کروائی اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عالمی کانفرنس کے اختتام کا باضابطہ اعلان کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض میڈم ثمرین، خرم آفتاب نے سرانجام دیئے۔ تقریب کے اختتام پر اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنیوالے انتظامی کمیٹیوں کے ذمہ داران کو انعامی شیلڈز سے نوازا گیا۔ ❁❁❁

دنیا کی 6 عظیم تہذیبوں میں سے تین موہنجوداڑو، ہڑپہ اور گندھارا پاکستان میں ہیں۔ دنیا کے امن کا ڈی این اے اسی خطے میں ہے۔ صدیوں سے یہ دھرتی پیار کرنے والوں کی آماجگاہ رہی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ مرکز پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل احباب کے اعزا و اقارب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ محترم خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ تحریک) کے سسر ☆ محترم ملک امتیاز حسین اعوان (سکیورٹی انچارج) کی ہمشیرہ

☆ محترم عبدالسلام مغل (مرکزی ڈیزائنر منہاج القرآن پبلی کیشنز) کے والد محترم

☆ محترم محمد یوسف منہاجین (ایڈیٹر مجلّہ) کے چچا محترم محمد معروف بانیاں (ڈبی، نکیال آزاد کشمیر) کا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال اور چچا محترم محمد رؤف بانیاں کی اہلیہ محترمہ کا ایک حادثہ میں انتقال

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

25 دسمبر بانی پاکستان کے یوم پیدائش پر خصوصی تحریر

پاکستان کو ایماندار قیادت کی ضرورت ہے

قائداعظمؒ نے مسلم لیگی امیدوار کے مخالف کو پیسے دے کر بٹھانے سے انکار کر دیا

چھانگا مانگا کے جنگل آباد کرنیوالے پوچھتے ہیں ''کیوں نکالا''

نور اللہ صدیقی

پاکستان کے موجودہ مسائل کی وجوہات کو اگر ایک جملے میں بیان کرنا ہو تو بے دھڑک کہا جائے گا کہ کرپشن نے ملک کی بنیادیں کھوکھلی کر دیں۔ نظام ختم اور ادارے مصلحتوں کا شکار ہیں۔موجودہ نظام وفات پا چکا اور اس کی لاش متعفن ہو چکی۔ اس کے باوجود 21 کروڑ عوام کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اس متعفن لاش کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر قریہ قریہ گھومتے رہیں۔ نظام میں سکت ہوتی تو ''نظام سکہ'' ٹائپ کے لوگ ملکی وسائل اور تقدیر کے سیاہ و سفید کے مالک نہ بنتے اور پانامہ کیس کے فیصلے کی سماعت کے دوران اور فیصلہ آنے کے بعد قوم نے جو مناظر دیکھے وہ نظر نہ آتے۔نظام زندہ ہوں تو فرد واحد چیلنج نہیں بنتے اور پارلیمنٹ جیسے بلند تر آئینی ادارے مجرموں کیلئے قانونی ڈھال نہ بنتے۔

25 دسمبر کو پاکستان کے عوام قائداعظم محمد علی جناحؒ کا یوم پیدائش منا رہے ہیں۔ یہ دن ہر سال منایا جاتا ہے مگر سیاسی حوالے سے گزرا ہوا ہر سال گزشتہ سال کی نسبت ملک و قوم کیلئے زیادہ تکالیف کا سبب بنا۔ وہ قائداعظمؒ جن کی زندگی کا ہر لمحہ حصول پاکستان کی جدوجہد میں گزرا اور انہوں نے اصول، ضابطے اور دیانت و امانت کے ذریعے آزادی کی بیش قدر نعمت حاصل کر کے دکھائی۔ بلا شبہ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ایماندار اور مخلص قیادت کی وجہ سے وجود میں آیا مگر افسوس کہ ہم چھٹیوں سے لطف اندوز ہونیوالی قوم بن کر رہ گئے ہیں اور من حیث المجموع اسلاف کے کردار سے استفادہ پر آمادہ نہیں۔

آج کل ایک شخص پوچھتا پھر رہا ہے کہ ''مجھے کیوں نکالا''۔ وہ شخص جو اس لوٹ کھسوٹ کے نظام کے بل بوتے پر تین بار وزارت عظمٰی کے منصب پر فائز ہوا اور جب پانامہ لیکس کے ذریعے سامنے آنے والی اس کی دولت کے بارے میں منی ٹریل مانگی گئی تو اس کے پاس اداروں کو دھمکیاں دینے کے سوا کچھ نہیں تھا۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت کے چند ایسے گوشے بھی ہیں جنہیں سن اور پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ لیڈر شپ کیسی ہونی چاہیے؟ قائداعظم کے کردار سے اسکے خدو خال ابھر کر آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ ہم بانی پاکستان کے بارے میں اغیار کی زبان سے بھی سنتے ہیں کہ وہ سچے انسان تھے، جھوٹ نہیں بولتے تھے، کسی قسم کی خرید و فروخت پر یقین نہیں رکھتے تھے اور عوامی مقبولیت کے لیے موقف تبدیل نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی اصول پسندی کے سبب مسلم لیگ کو عوامی تحریک میں تبدیل کیا اور پھر اپنے سے کئی گنا طاقت میں بڑی اور چالاک، غاصب ایلیٹ کے نقطہ نظر کو شکست دے کر پاکستان حاصل کیا۔

15 نومبر 2017ء کی صبح تحریک پاکستان کے باوقار کارکن محترم آزاد بن حیدر سے گفتگو ہوئی اور گفتگو کے دوران میں نے ان سے گزارش کی کہ قائداعظمؒ کی ایمانداری، اصول پسندی اور شفافیت کے کچھ ایسے واقعات سنائیں جن کی یادیں

آپ کو مسحور کرتی ہیں۔انہوں نے مجھے جو چند واقعات سنائے، ان سطور میں ان تاریخی واقعات کو میں ضبط تحریر میں لا رہا ہوں:

’’قائداعظم، ولی اللہ ہیں‘‘

انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز ان جملوں سے کیا کہ 1946ء کے انتخابات سے قبل قائداعظمؒ کو کافر اعظم کہا جانے لگا تو اس پر ایک اجلاس کے دوران حضرت علامہ پیر جماعت علی شاہؒ نے سورہ مریم کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ’’ولی اللہ‘‘ کی تعریف یہ ہے کہ اس سے سوادِ اعظم محبت کرے اور ہندوستان کا سوادِ اعظم قائداعظم محمد علی جناحؒ سے محبت کرتا ہے۔ جس نے کافر اعظم کہنا ہے، کہے مگر ہم اسے ولی کہتے ہیں۔

’’بدعنوانی کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا‘‘

جناب آزاد بن حیدر نے بانی پاکستان کے کرپشن سے پاک، شفاف انتخابی نظام کے حوالے سے چند واقعات بیان کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ کلکتہ میں الیکشن کے دوران ایک مسلم لیگی امیدوار کے خلاف ایک مسلمان امیدوار بھی آزاد حیثیت میں کھڑا ہوا۔ اس وقت کی مسلم لیگی قیادت نے بانی پاکستان کی خدمت میں عرض کی کہ ایک ایک ووٹ قیمتی ہے، یہ شخص ہزار یا پندرہ سو روپے لے کر ہمارے امیدوار کے حق میں دستبردار ہو جائیگا، اس کی اجازت دیں؟ جس پر بانی پاکستان نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا: ہمارا امیدوار ہارتا ہے تو اسے ہارنے دو، میں اس کرپٹ پریکٹس کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

☆ اسی طرح 1946ء کے انتخابات میں سندھ، حیدر آباد سے مسلم لیگی امیدوار کے مقابلے میں کچھ امیدوار کھڑے ہو گئے۔ یہاں پر بانی پاکستان کے دست راست عبدالرحمٰن صدیقی اور ایم ایچ اصفہانی نے مشورہ دیا کہ انتخابی مہم کو موثر بنانے کے لیے ووٹرز کو کچھ دے دلا کر ہم اپنے امیدوار کی پوزیشن مستحکم کر سکتے ہیں۔ یہاں بھی بانی پاکستان کا جواب تھا: ہمارے امیدوار ہارتے ہیں تو ہار جائیں، میں اس بدعنوانی کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔جس نے ووٹ دینا ہے ہمارے نظریے کو ووٹ دے۔

☆ محترم آزاد بن حیدر نے چند واقعات اور بھی سنائے، انہوں نے بتایا ایک مسلمان نوجوان شعلہ بیان مقرر کانگریس کے جلسوں کو اپنی شعلہ بیانی سے گرماتا تھا۔ بانی پاکستان کو کچھ مسلم لیگی عہدیداروں نے مشورہ دیا کہ اس کا صرف 50 روپے ماہانہ وظیفہ لگا دیا جائے تو وہ مسلم لیگ کے جلسوں میں وہی رنگ پیدا کرے گا جو وہ کانگریس کے جلسوں میں کرتا ہے اور وہ اس وظیفے کی وجہ سے کانگریس کے جلسوں میں جانا بھی بند کر دے گا۔ بانی پاکستان کا جواب تھا: 50 روپے لینے والے کو جب کوئی 200 روپے دے گا تو وہ ادھر چلا جائے گا، جس نے اِدھر آنا ہے،نظریے کی بنیاد پر آئے۔

قائداعظمؒ سے عوام کی والہانہ محبت کے مظاہر

1946ء کے انتخابات کے حوالے سے ایک اور واقعہ سنایا کہ ہندوستان کی اہل تشیع کی نمائندہ کونسل دبنگ انداز میں قائداعظمؒ کی قیادت میں تحریک پاکستان کی حمایت کررہی تھی تو کچھ عناصر نے پشاور میں حسین بھائی لالجی کی قیادت میں ایک ڈمی تنظیم بنا کر مسلم لیگی امیدواروں کے خلاف امیدوار کھڑے کرنے شروع کر دیئے۔ پشاور کے عوام کو جب اس سازش کا علم ہوا تو انہوں نے راتوں رات دیواروں پر لالجی کے نام کے نیچے ’’ج‘‘ کے نکتوں میں ’’دونکتوں‘‘ کا اضافہ کر دیا، جس سے وہ لالجی کی جگہ ’لالچی‘ پڑھا جاتا۔ اگلے دن الیکشن میں تمام امیدواروں کی ضمانت ضبط ہوئی اور لالجی کے باکس سے صرف ایک ووٹ نکلا۔اس نے گھر آ کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ آپ نے کسے ووٹ دیا؟ بیوی نے کہا: محمد علی جناح کے امیدوار کو۔

معلوم ہوا جب قیادت صادق و امین ہو تو پھر عوام پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، وہ قیادت کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

☆ ایماندار قائداعظم سے محبت کے اظہار کا ایک اور واقعہ آزاد بن حیدر نے سنایا کہ 1946ء کے انتخابات میں ڈسکہ میں ایک خاتون نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ کانگریس کی بات کرتے ہیں، اس سے باز آجائیں اور ووٹ مسلم لیگ کے امیدوار کو دینا ہے اور اگر آپ نے مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ نہ دیا تو میں خودکشی کرلوں گی۔ الیکشن کی شام خاتون نے خاوند سے پوچھا کس کو ووٹ دیا؟ خاوند نے جواب دیا: کانگریس

کو۔ وہ خاتون چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی اور صبح اس کی لاش چارپائی پر پڑی تھی۔

قومی دولت کی حفاظت اور قائداعظمؒ کی اصول پسندی

قائداعظم کی اصول پسندی کا ایک واقعہ سناتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ بانی پاکستان گورنر جنرل کی حیثیت سے کراچی میں اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے کہ سیکرٹری نے بتایا کہ آپ کے بھائی علی احمد جناح ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ بانی پاکستان نے سیکرٹری سے استفسار کیا کہ ان کا نام ملاقات کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہے اور انہوں نے ملاقات کا وقت لیا ہے؟ سیکرٹری نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر بانی پاکستان نے نہ صرف ملاقات کرنے سے انکار کیا بلکہ یہ حکم بھی دیا کہ میں جب تک گورنر جنرل ہوں، وہ مجھے ملنے نہ آئیں۔

☆ سادگی کا یہ عالم کہ اپنے ہاتھوں اور اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت کا اسراف بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ آزاد بن حیدر صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک ملاقات میں تین مہمان تھے اور میز پر چار سیب پڑے تھے ۔مہمانوں کے جانے کے بعد انہوں نے سوال کیا: جب مہمان تین تھے تو چوتھا سیب کیوں رکھا؟

☆ بانی پاکستان بیماری کی حالت میں جب زیارت میں آرام فرما تھے تو ڈاکٹرز نے مشورہ دیا کہ آپ گرم زیر جامہ پہنیں تاکہ سردی سے بچے رہیں مگر انہوں نے کہا کہ جب گزارہ ہو رہا ہے تو فضول خرچی کی کیا ضرورت ہے۔

☆ فاطمہ جناح بانی پاکستان کے کچن کے یومیہ خرچہ کا اندراج کرتی تھیں اور فضول خرچی پر ناراض ہوتی تھیں۔

☆ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ صفحہ اول کے وکیل اور ایک تاجر خاندان کے چشم و چراغ اور صاحب حیثیت انسان تھے مگر جب انہیں قوم کی امانتیں سونپی گئیں تو انہوں نے ایک ایک پائی کا حساب رکھا۔ پہلی قانون ساز اسمبلی کے اجلاس کا احوال تو زبان زد عام ہے کہ جب چائے پیش کرنے کیلئے دربانوں نے اجازت مانگی تو بانی پاکستان نے استفسار کیا: صبح کا وقت ہے، کیا یہ گھر سے چائے پی کر نہیں آئے ؟

ان کی سادگی اور کفایت شعاری کی درجنوں مثالیں اور بھی ہیں جو ہم مختلف مواقع اور تحریروں میں ملاحظہ کرتے رہتے ہیں۔ بانی پاکستان نے اپنے ہاتھوں سے کمائے ہوئے اثاثے اپنی بیٹی کا قانونی حصہ الگ کرنے کے بعد سندھ مدرسۃ الاسلام، اسلامیہ کالج پشاور اور علی گڑھ یونیورسٹی کو دے دی۔

وہ شخص جو کہتا ہے ''مجھے کیوں نکالا'' ان چند واقعات کی روشنی میں اپنے کردار اور اعمال کا محاسبہ کرے تو اسے یہ سوال کرنے کی جرأت بھی نہ ہو۔ پاکستان ایماندار ،غیرت مند، جرأت مند، خدا ترس ، خوددار لوگوں نے بنایا اور افسوس اسے ''بازاری کردار'' کے حامل سیاسی مداریوں نے نوچ کھایا۔

آزاد بن حیدر نے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حوالے سے بھی گفتگو کی اور ان کے لیے چند کتب بھی تحفے میں بھجوائیں۔ قائدانقلاب کے حوالے سے ان کا موقف ہے کہ انتخابی نظام کو کرپٹ پریکٹسز سے نجات دلوانے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جو جاندار سیاسی، عوامی اور آئینی کردار ادا کیا وہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے صاف، شفاف انتخابات کیلئے عوام اور اداروں کی توجہ آئین پر عمل درآمد کی طرف مبذول کروائی جو بانی پاکستان کی فکر کے عین مطابق ہے۔ آئین پاکستان بھی ان کرپٹ پریکٹسز کے خاتمے کی بات کرتا ہے مگر دولت مند طبقہ اس حد تک مضبوط ہو چکا ہے بلکہ بقول سپریم کورٹ مافیا کا روپ دھار چکا ہے، اس طبقے نے پورے نظام کو اپنی جکڑ میں لے رکھا ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کے حصول کے عظیم مشن کیلئے بھی کسی امیدوار کو بٹھانے کیلئے 15 سو روپے دینے سے انکار کر دیا تھا اور یہاں پر قائداعظمؒ کے پاکستان میں چھانگا مانگا کے جنگل آباد کیے گئے اور میریٹ ہوٹل اسلام آباد کو لوٹوں اور گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کیا گیا اور آج بھی لوٹا گردی جاری و ساری ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے 2008ء کے عام انتخابات کے بعد پیپلز پارٹی کے 108 امیدواروں کے ساتھ مل کر پنجاب میں حکومت بنائی اور جب پیپلز پارٹی اتحاد سے علیحدہ ہوئی تو پنجاب میں ایک فارورڈ بلاک تیار کیا گیا تاکہ اگر وزیراعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئے تو وہ فارورڈ بلاک حکومت کا ساتھ دے۔

قائداعظمؒ نے بلا اجازت ملاقات کیلئے آنیوالے اپنے

بھائی سے ملنے سے انکار کیا مگر یہاں ''پوراٹبر'' منتخب ہو یا غیر منتخب حکومت کی باگ ڈور تھام لیتا ہے۔ یہ ہے اشرافیہ کی سیاسی اخلاقیات اور اصول پسندی۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کے حصول کی عظیم جدوجہد کے کسی بھی مرحلے پر قانون ہاتھ میں نہیں لیا، حالانکہ غاصب کے قانون کو ثواب کا کام سمجھ کر چیلنج کیا جا سکتا تھا مگر انہوں نے قانون اور اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی جدوجہد جاری رکھی اور آج بانی پاکستان کے پاکستان کے اندر سیاسی مخالفین کی تنقید کا جواب دینے کی بجائے لاشیں گرائی جاتی ہیں اور ماڈل ٹاؤن جیسے سانحات برپا کیے جاتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے غاصب انگریز کی عدالتوں کے وقار کے خلاف بھی کبھی کوئی بات نہیں کی مگر آج آزاد ملک کی سپریم کورٹ کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی۔

قائداعظمؒ کے بارے ہم عصر شخصیات کے خیالات

ہمارے عظیم قائد کے متعلق نابغہ روزگار شخصیات کے کیا خیالات تھے ایک نظر اس پر بھی ڈالتے ہیں:

☆ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا "قائدِ اعظم محمد علی جناح ہر مسئلے کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیتے تھے اور یہی ان کی کامیابی کا راز ہے"۔

☆ فخر الدین علی احمد (سابق صدر بھارت) نے کہا "میں قائدِ اعظم کو برطانوی حکومت کیخلاف لڑنے والی جنگ کا عظیم مجاہد سمجھتا ہوں''۔

☆ کلیمنٹ اٹیلی (وزیرِ اعظم برطانیہ) نے کہا "نصب العینِ پاکستان پر ان کا عقیدہ کبھی غیر متزلزل نہیں ہوا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے جو انتھک جدو جہد کی وہ ہمیشہ یاد رکھی جائے گی"۔

☆ مسولینی (وزیرِ اعظم اٹلی) نے کہا "قائد اعظم کے لیے یہ بات کہنا غلط نہ ہوگی کہ وہ ایک ایسی تاریخ ساز شخصیت تھے جو کہیں صدیوں میں جا کر پیدا ہوتی ہے"۔

☆ برٹرینڈ رسل (برطانوی مفکر) نے کہا "ہندوستان کی پوری تاریخ میں کوئی بڑے سے بڑا شخص ایسا نہیں گزرا جسے مسلمانوں میں ایسی محبوبیت نصیب ہوئی ہو"۔

☆ مہاتما گاندھی نے کہا "جناح کا خلوص مسلمہ ہے۔ وہ ایک اچھے آدمی ہیں۔ وہ میرے پرانے ساتھی ہیں۔ میں انہیں زندہ باد کہتا ہوں"۔

☆ مسز وجے لکشمی پنڈت نے کہا "اگر مسلم لیگ کے پاس سو گاندھی اور دو سو ابوالکلام آزاد ہوتے اور کانگریس کے پاس صرف ایک لیڈر محمد علی جناح ہوتا تو ہندوستان کبھی تقسیم نہ ہوتا''۔

☆ ماسٹر تارا سنگھ (سکھ رہنما) نے کہا ''قائدِ اعظم نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلائی۔ اگر یہ شخص سکھوں میں پیدا ہوتا تو اس کی پوجا کی جاتی"۔

☆ برطانوی وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کہا "مسٹر جناح اپنے ارادوں اور اپنی رائے میں بے حد سخت ہیں۔ ان کے رویے میں کوئی لچک نہیں تھی۔ وہ مسلم قوم کے مخلص رہنما ہی نہیں سچے وکیل بھی ہیں"۔

مسز سروجنی نائیڈو (سابق گورنر یو پی) نے کہا "ایک قوم پرست انسان کی حیثیت سے قائدِ اعظم کی شخصیت قابلِ رشک ہے۔ انہوں نے ذاتی اغراض کے پیشِ نظر کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اپنی بے لوث خدمت کے عوض ہندوستان کے مسلمانوں کے لیڈر ہیں۔ ان کا ہر ارادہ ہر مسلمان کے لیے حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کا ہر حکم مسلمانوں کا آخری فیصلہ ہے جس کی انتہائی خلوص کے ساتھ لفظ بہ لفظ تعمیل کی جاتی ہے"۔

☆ "جناح آف پاکستان" کے مصنف پروفیسر اسٹینلے اپنی کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں" بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو تاریخ کا دھارا بدل دیتے ہیں اور ایسے لوگ تو اور بھی کم ہوتے ہیں جو دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیتے ہیں اور ایسا تو کوئی کوئی ہوتا ہے جو ایک نئی مملکت قائم کر دے۔ محمد علی جناح ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے بیک وقت تینوں کارنامے کر دکھائے"۔

☆ مسیحی لیڈر سر فریڈرک جیمز نے کہا کہ ''قائد اعظمؒ کو دنیا کی کوئی طاقت خرید نہیں سکتی۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے عظیم قائد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے درجات بلند کرے۔

❁❁❁❁❁

تعارف و خدمات

فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

تحریک منہاج القرآن کا علمی، فکری، تحقیقی شعبہ

اسلام کے تصورِ اعتدال و توازن، بین المسالک و بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایف ایم آر آئی کے مرکزِ تحقیق کی بنیاد رکھی

رپورٹ: محمد فاروق رانا ڈائریکٹر ایف ایم آر آئی

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کا باقاعدہ قیام 7 دسمبر 1987ء کو عمل میں لایا گیا۔ اِسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ شعبہ براہِ راست مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی اور تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی زیرِنگرانی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

FMRi کے یومِ تاسیس کی مناسبت سے اِس عظیم علمی و تحقیقی مرکز کا مختصر تعارف اور خدمات نذرِ قارئین ہیں۔

FMRi کے بارے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا اِظہارِ خیال

اِسلام کے تصورِ اِعتدال و توازن، تحمل و برداشت، اَمن و محبت اور بین المسالک ہم آہنگی و بین المذاہب رواداری کے متنوع موضوعات پر جتنا کام ہورہا ہے، اس سارے کام میں کلیدی کردار تحریک منہاج القران کے مرکز پر قائم فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کا ہے۔ اِن تعلیمات کے فروغ میں اِس مرکزِ تحقیق کی خدمات کا الفاظ میں اِحاطہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ FMRi میں تقریباً پچاس کے قریب ریسرچ آفیسرز، ریسرچ اسکالرز، ریسرچ اسسٹنٹس ہیں اور تحقیقی پراجیکٹس کی علمی و تکنیکی ضروریات کے لیے کمپوزرز اور لائبریرینز ہیں۔ اس کی وسیع لائبریری ہے جسے آپ پاکستان کی قومی سطح کی عظیم لائبریریز میں شمار کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ! اب تک میں نے ایک ہزار کے قریب کتب پر تصنیف و تالیف کا کام مکمل کیا ہے، جن میں سے پانچ سو سے زائد کتب چھپ گئی ہیں۔ میری طرف سے کام مکمل ہونے کے بعد طبع ہونے سے پہلے تک کے تمام درمیانی مراحل اِس رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں مکمل ہوتے ہیں۔ یہاں کتب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تحقیق و تخریج اور آخر میں review ہوتا ہے۔ عربی و انگلش میں ہونے والے جملہ تحقیقی کاموں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی یہیں ہوتا ہے۔

FMRi میں عصری و فکری تقاضوں کے پیشِ نظر ہر قسم کے موضوعات پر کام ہو رہا ہے؛ یعنی بین المذاہب ہم آہنگی، نوجوان نسل کی فکری و نظریاتی رہنمائی اور اِصلاحِ اَحوال و اِعتقادی درستگی کے لیے بھی بنیادی مواد اور ایک عظیم خزانۂ علم تیار ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اَخلاق درست کرکے انہیں نہ صرف اچھا مسلمان بلکہ مفید انسان بنانے کے لیے تحریری مواد کی تیاری بھی اِسی شعبے میں کی جاتی ہے تاکہ اِن کتب کو پڑھ کر وہ سوسائٹی میں بھرپور contribute کر سکیں، اِنسانیت کے ساتھ محبت کو فروغ دے سکیں، ضرورت مندوں کے ساتھ پیار کرنے کو عبادت کا تصور دے سکیں اور قدم قدم پر نوجوان نسل اور رہنمائی کے طالب لوگوں کی رہنمائی کر کے منزلِ مقصود کا شعور بھی دیں، صحیح راستے پر بھی چلائیں اور منزل تک بھی پہنچائیں۔ علمی و فکری، اِعتقادی و نظریاتی اور تحقیقی و روحانی اعتبار سے بھی اِصلاح کریں۔ جتنا کام اِن جہات پر ہو رہا ہے، اس سارے کام کا مرکز و محور تحریک منہاج القرآن کا یہ شعبہ فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی نے جب اَسّی کی دہائی کے آغاز میں اِصلاحِ اَحوال، اِحیاے اِسلام اور تجدیدِ دین کی عظیم علمی و فکری تحریک منہاج القرآن کا آغاز کیا تو ساتھ ہی مخلوقِ خدا کی رُشد و ہدایت کے لیے بالعموم اور اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لیے بالخصوص عصری تقاضوں کے مطابق علمی و تحقیقی کام بھی شروع کر دیا۔ یوں تحریک منہاج القرآن کا یہ طرۂ اِمتیاز ہے کہ یہ اپنے آغاز سے ہی تحریر و تقریر دونوں ذرائع کو بروئے کار لا کر تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے سب سے پہلے جس موضوع پر قلم اٹھایا وہ 'نظامِ مصطفیٰ ﷺ ...... ایک اِنقلاب آفریں پیغام' کتاب تھی۔ رفتہ رفتہ تحریک کا کام بڑھتا گیا۔ آپ نے شادمان لاہور کی رحمانیہ مسجد میں دروسِ قرآن سے دعوت کے فروغ کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز میں یہ دروسِ قرآن علیحدہ علیحدہ چھپتے رہے، تاہم جامع کتب کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

1981ء میں آپ کا پہلا اور باقاعدہ علمی و تحقیقی شاہکار 'تسمیۃ القرآن' منظرِ عام پر آیا۔ 1982ء میں 'سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت' کے علاوہ آپ کی فکر انگیز کتاب 'اسلامی فلسفہ زندگی' یکے بعد دیگرے شائع ہوئیں جنھوں نے اَہلِ علم وفکر کے وسیع حلقے کو متاثر کیا۔

1985ء سے 1987ء تک آپ کی کتب 'اَرکانِ ایمان'، 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟'، 'ایمان اور اسلام' اور متعدد انگریزی کتابچے زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے۔ اِس دوران میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے خطبات، دروس اور لیکچرز کا سلسلہ بھی کافی وسیع ہو چکا تھا۔ اِس تمام علمی و تحقیقی اور فکری مواد کی اِشاعت کے لیے بانیِ تحریک کی زیرِ نگرانی مؤرّخہ 7 دسمبر 1987ء کو منہاج القرآن رائٹرز پینل کی بنیاد رکھی گئی۔ اس علمی و تحقیقی مرکز کو بانی تحریک کے والدِ گرامی حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رَحِمَهُ الله سے موسوم کیا گیا۔

اس وقت یہ شعبہ تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی نگرانی میں انتہائی مستعدی سے اپنے اَہداف کے حصول کی جانب گامزن ہے۔

مقاصدِ قیام

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کے قیام کے درج ذیل مقاصد ہیں، جو اِس پلیٹ فارم کی بلند سوچ اور وسعتِ ظرف کے عکاس ہیں:

- ☆ اَمن و اِعتدال اور جدتِ فکر پر مبنی اِسلام کے حقیقی پیغام کی تبلیغ و اِشاعت
- ☆ تحریکِ منہاجُ القرآن کی فکر کی ترویج
- ☆ نئی نسل کو بے یقینی، اَخلاقی زوال اور اَغیار کی ذہنی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اِسلامی تعلیمات کی جدید ضروریات کے مطابق اِشاعت
- ☆ مذہبی اَذہان کو علم کے میدان میں ہونے والی جدید تحقیقات سے روشناس کرانا
- ☆ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو اپنا صحیح ملی تشخص باوَر کرانا
- ☆ مسلم اُمّہ کو درپیش مسائل کا مناسب حل تلاش کرنا
- ☆ نوجوان نسل کو دین کی طرف راغب کرنا
- ☆ تحریکِ منہاجُ القرآن سے وابستہ اَفراد کی علمی و فکری تربیت کا نظام وضع کرنا اور تربیتی نصاب مدوّن کرنا
- ☆ تحریکِ منہاجُ القرآن سے وابستہ اَہلِ قلم کو مجتمع کرنا اور ان کی صلاحیتوں کو تحریک کے پلیٹ فارم پر جہاد بالقلم کے لیے بروئے کار لانا
- ☆ ملکی و بین الاقوامی سطح پر اَہلِ قلم تک تحریک کی دعوت بذریعہ قلم پہنچانا اور اُنہیں مصطفوی مشن کے اِس پلیٹ فارم پر جمع کرنا

☆ اَساسی و فکری نوعیت کے موضوعات پر مضامین اور تحقیقی مقالات تیار کرنا اور ذرائع اَبلاغ کے ذریعے انہیں شائع کروانا

☆ علمی و فکری موضوعات پر کتب تصنیف کرتے ہوئے علمی و تحقیقی اور روحانی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنا

☆ قائدتحریک کے مختلف دینی، سماجی، اقتصادی، سیاسی و سائنسی، اور اخلاقی و روحانی موضوعات پر فکر انگیز اور ایمان اَفروز خطابات کو کتابی صورت میں مرتب کروانا

☆ رِیسرچ اسکالرز سے اہم موضوعات پر تحقیقی مواد تیار کروانا اور اسے شائع کروانا

☆ جدید اُسلوبِ تحقیق اور عصری تقاضوں کے مطابق اسلامی ورثہ کونسلِ نو کی طرف منتقل کرنا

شعبہ جاتی اِرتقاء اور کارکردگی

ابتداءً جب شعبہ تحقیق و تدوین قائم ہوا تو اس میں کچھ عرصہ کے لیے جامعہ اِسلامیہ منہاج القرآن (شریعہ کالج) کے اساتذہ کرام نے جز وقتی خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے فضلاء میں سے اَعلیٰ صلاحیتوں کے حامل اَفراد کی باقاعدہ تقرری عمل میں لائی گئی۔

1988ء کا سال تحریک منہاج القرآن کی ملک گیر شہرت اور بیرون ملک سرگرمیوں میں اِنقلابی پیش رفت کا سال تھا۔ چنانچہ اسی سال فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے درج ذیل شعبہ جات بھی قائم ہوئے:

1۔ لائبریری
2۔ شعبہ نقل نویسی
3۔ شعبہ تحقیق و تدوین
4۔ شعبہ تراجم
5۔ شعبہ کتابت و ڈیزائننگ

2000ء میں فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کو مزید وسعت دی گئی اور اسے لائبریری سمیت مرکزی سیکرٹریٹ کی مرکزی عمارت سے باہر جامع مسجد منہاج القرآن کی بیسمنٹ یعنی صفہ بلاک میں منتقل کر دیا گیا جہاں ایک شاندار لائبریری ہال اور درج ذیل شعبہ جات کا اضافہ ہوا:

1۔ شعبہ کمپوزنگ
2۔ شعبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی
3۔ شعبہ ادبیات
4۔ شعبہ ترتیب و تدوین

اِنسٹی ٹیوٹ کی یہاں منتقلی کے بعد حسب گنجائش مختلف شعبوں میں مزید افراد کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔

عصرِ حاضر کے ماحولیاتی اور تکنیکی تقاضوں کے پیشِ نظر فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کی عمارت کو بھی جدید اُصولوں کے مطابق renovate کیا گیا ہے۔ 2016ء اور 2017ء میں بانیٔ تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری صاحب کی خصوصی دل چسپی اور ہدایات کے مطابق FMRi کے تحقیقی یونٹ اور لائبریری کو state of the art خطوط پر استوار کرتے ہوئے purpose-built campus بنایا گیا۔ اس سارے کام کا سہرا تحریک منہاج القرآن کے ناظم اَعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور کے سر جاتا ہے، جنہوں نے ایک ایک گوشے اور کونے پر بھی توجہ مرکوز رکھی اور اس طرح فنِ تعمیر کا انتہائی شاندار اور اچھوتا شاہ کار پایہ تکمیل کو پہنچا۔

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کو یہ اِعزاز حاصل ہے کہ اِس میں تمام مراحلِ تحقیق و تدوین، تیاریِ مواد، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تخریج، لے آؤٹ ڈیزائننگ، ٹائپ سیٹنگ، ٹائٹل وغیرہ ایک ہی چھت تلے مکمل کیے جاتے ہیں۔

اِس عظیم علمی و تحقیقی مرکز کے ذیلی شعبہ جات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

1۔ شعبہ تحقیق و تدوین

1988ء میں قائم ہونے والے شعبہ جات میں یہ شعبہ سرفہرست تھا۔ FMRi کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب میں تحقیق و تخریج کا معیار ملک بھر کے کسی بھی تحقیقی اِدارے کے مقابلے میں معیاری، وقیع اور مستند ہوتا ہے۔ اِس شعبہ کی اَعلیٰ کارکردگی کی بدولت تحریکِ منہاجُ القرآن کی علمی خدمات کو ملک کے علمی حلقوں میں اِنتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اِس شعبہ میں زیادہ تر منہاج یونی ورسٹی لاہور کے کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز (COSIS) کے فضلاء علوم اسلامیہ میں تخصص کی بناء پر کل وقتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ منہاج یونی ورسٹی لاہور کے کالج برائے خواتین کی فاضلات اور دیگر محققات بھی دینی جذبے اور پوری لگن سے اس شعبے میں شب و روز مصروفِ عمل ہیں۔

شعبہ تحقیق و تدوین کا خواتین و حضرات پر مشتمل مستعد رِیسرچ اسٹاف حضرت شیخ الاسلام مد ظلہ العالی کا عظیم اِنقلابی پیغام اعلیٰ معیاری مطبوعات اور انٹرنیٹ کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے شب و روز پوری دِل جمعی اور تن دہی سے مصروفِ عمل ہے۔

اِس شعبے میں فاصلاتی اسکالرز - جو اپنی مصروفیات کے باعث باقاعدگی سے اِنسٹی ٹیوٹ میں نہیں آسکتے - بھی اپنی تحقیقی خدمات کے ذریعے اس عظیم کام میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ملک پاکستان سے باہر قیام پذیر اَفراد بھی اِعزازی طور پر تحقیقی خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ نیز منہاج یونی ورسٹی کے کالج آف شریعہ کے اساتذہ کرام بھی اس شعبہ کے مختلف تحقیقی امور میں خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے ہمراہ کینیڈا میں بھی FMRi کے اسکالرز موجود ہیں جو براہِ راست معاونت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

2۔ رِیسرچ رِیویو کمیٹی

حضرت شیخ الاسلام کی پاکستان میں عدم موجودگی کے دوران میں تحقیقی امور کی نگرانی کے لیے 2006ء میں شعبہ کے سینئر افراد پر مشتمل ریسرچ ریویو کمیٹی (RRC) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کمیٹی کے ذمہ تمام اسکالرز سے ریسرچ پراجیکٹس کی رپورٹس لینا، انہیں ہدایات دینا اور ان کا فالواپ کرنا ہوتا ہے۔ کمیٹی کی پندرہ روزہ میٹنگ منعقد ہوتی ہے، جس میں پراجیکٹس پر ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں کمیٹی کی سفارشات حضرت شیخ الاسلام کو پیش کی جاتی ہیں اور ان کی توثیق کے بعد نافذ کی جاتی ہیں۔

3۔ لائبریری

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) میں رِیسرچ اسکالرز کے استفادہ کے لیے ایک بہت شاندار اور وسیع لائبریری موجود ہے جس کا شمار ملک پاکستان کی قومی سطح کی عظیم لائبریریز میں ہوتا ہے۔ اس میں قریباً 35 ہزار کتب کا نادر و نایاب ذخیرہ موجود ہے۔ اِس حوالہ جاتی اور تحقیقی مواد پر مشتمل کتب خانہ میں MPhil اور PhD کی سطح کی تحقیق کرنے والے طلباء کے لیے مفید علمی مصادر و مآخذ دستیاب ہیں۔ عالم عرب اور دنیاے مغرب میں اِسلام پر شائع ہونے والی تصانیف اور تحقیقی مواد کو اس لائبریری کے لیے حاصل کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے فکری و سنجیدہ تحقیقی کام کی وجہ سے یہ حوالہ جاتی لائبریری نہ صرف شہر لاہور میں منفرد علمی و تحقیقی مقام کی حامل بن چکی ہے بلکہ اِس کا شمار قومی سطح کے چند فعال تحقیقی اداروں میں کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے والد گرامی ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کے زیر مطالعہ رہنے والی

تمام ذاتی کتب اِس لائبریری میں مکتبہ فریدیہ قادریہ کے نام سے الگ سیکشن میں موجود ہیں۔ مکتبہ فریدیہ قادریہ کی 1,600 کتب کا یہ نایاب ذخیرہ لائبریری ہذا کے قیام کی بنیاد ہے۔ ان کتب کی اہمیت و ندرت کے پیش نظر اس مکتبہ کو archive کا درجہ حاصل ہے۔ مذکورہ مکتبہ میں قرآن و حدیث، سیرتِ طیبہ، فقہ و اُصولِ فقہ، تصوف، طب اور میڈیکل سائنس جیسے کئی موضوعات پر نادِر کتب دستیاب ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی عرب و عجم کے کسی بھی ملک جاتے ہیں، تو وہاں کے بڑے بڑے کتب خانوں سے بیش قیمت و نایاب کتب اس لائبریری کے لیے خرید کر لاتے ہیں۔ اس وقت لائبریری میں علم التفسیر وعلوم القرآن، علم الحدیث واصول الحدیث، علم الفقہ واصولہ، سیرتِ طیبہ، تصوف، لغت و ادب، تاریخ، سوانح و اِقبالیات اور دیگر موضوعات پر کتب کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ لائبریری میں جدید علوم پر بھی کتب کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے جن میں سیکڑوں مضامین پر مختلف النوع کتب پائی جاتی ہیں۔

لائبریری میں ذخیرہ کتب کی تعداد کا پنج سالہ ریکارڈ کچھ یوں ہے:

مدت	تعداد کتب	کل کتب
آغاز	1,600	1,600
اضافہ 1990ء:	1,375	2,975
اضافہ 1995ء:	8,325	11,300
اضافہ 2000ء:	5,900	17,200
اضافہ 2005ء:	7,300	24,500
اضافہ 2010ء:	5,500	30,000
اضافہ 2015ء:	3,400	33,400
اضافہ 2017ء:	1,600	35,000

FMRi کی لائبریری کو یہ اِعزاز بھی حاصل ہے کہ مغربی ممالک کی لائبریریوں کی طرح یہ صبح نو بجے سے رات گیارہ بجے تک کھلی رہتی ہے۔ لائبریری میں کتب کی درجہ بندی جدید طریقے سے کی گئی ہے۔ آج کل لائبریری آٹومیشن کے آخری مراحل میں ہے۔

جدید عصری ضروریات کی تکمیل کے لیے FMRi میں ڈیجیٹل لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایا جاچکا ہے، جس میں ہزارہا کتب موجود ہیں۔

4۔ شعبہ ترجمہ

اِس شعبہ کے ذِمّہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیفات کو اردو سے انگریزی اور عربی میں یا اس کے برعکس منتقل کرنا ہے۔ اِس شعبہ میں فاصلاتی اور بیرون ملک مقیم مترجمین بھی اپنی اپنی اِستعداد کے مطابق خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کی تصانیف کا عربی اور انگریزی زبانوں میں تراجم کے علاوہ دیگر علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ کا کام بھی جاری ہے۔ آپ کی تصانیف کا ہندی، سندھی اور پشتو کے ساتھ ساتھ جرمن (German)، فرانسیسی (French)، نارویجن (Norwegian)، ہسپانوی (Spanish)، ڈینش (Danish)، ملایالم (Malayalam)، انڈونیشین (Bahasa Indonesia)، ہندی، بنگالی، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کا ترجمہ قرآن 'عرفان القرآن' کا دنیا کی دس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ تفسیری شان کا حامل یہ جدید ترین ترجمہ قرآن دنیا کی سات زبانوں یعنی اردو، انگریزی، یونانی (Greek)، فنش (Finland)، نارویجن (Norwegian)، ہندی اور سندھی میں طبع ہو چکا ہے، جب کہ تین زبانوں - فرانسیسی (French)، ڈینش (Danish) اور بنگالی - میں تکمیلی مراحل میں ہے۔

اسی طرح عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تیار کیا

گیا مختصر مجموعہ احادیث - المنہاج السوی من الحدیث النبوی - چار زبانوں یعنی اردو، انگریزی، ہندی اور سندھی میں طبع ہو چکا ہے۔

دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف آپ کا مبسوط تاریخی فتویٰ کا ترجمہ بھی تیرہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ان میں سے آٹھ زبانوں میں چھپ چکا ہے جب کہ پانچ زبانوں میں زیرِ طبع ہے۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

علاوہ ازیں 35 کتب کا بنگالی زبان میں جب کہ درجنوں کتب کا بھارت کی علاقائی زبانوں میں ترجمہ چھپ چکا ہے۔

دنیا بھر میں جہاں جہاں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کے تراجم کا کام ہو رہا ہے، یہ شعبہ وہاں اپنی خدمات اور تکنیکی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔

5۔ شعبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں تمام اسکالرز جدید ترین تحقیقی ذرائع و وسائل کو بروئے کار لا کر اپنے تحقیقی اُمور تیزی سے مکمل کرتے ہیں۔ اِنسٹی ٹیوٹ کے ریفرنس سیکشن میں موجود ہزاروں ڈیجیٹل عربی کتب پر مشتمل ذخیرہ کے حوالے سے جہاں متعدد رِیسرچ اسکالرز شب و روز کی محنتِ شاقہ سے تحقیق کا معیار بلند کرتے ہیں وہاں اِنفارمیشن ٹیکنالوجی کے اِس اِستعمال کی بدولت تحقیق وجستجو کو سرعتِ رفتار بھی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں تحقیقی مقاصد کے لیے ڈیجیٹل اِنسائیکلوپیڈیاز اور لغات بھی موجود ہیں جن سے استفادہ کی بدولت جدید تحقیقی اُسلوب سے کما حقہٗ آگہی حاصل ہوتی ہے۔ عالم مغرب کی آن لائن لائبریریوں کی باقاعدہ رُکنیت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اِنٹرنیٹ کی سہولت دن رات مہیا کی گئی ہے۔

یہ شعبہ منہاج انٹرنیٹ بیورو (MIB) کے تعاون سے حضرت شیخ الاسلام کی اُردو، عربی اور انگریزی تصانیف مختلف صورتوں (تصویری روپ، یونی کوڈ، پی۔ ڈی۔ ایف) میں آن لائن مطالعہ کے لیے MinhajBooks.com پر شائع کرتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کی پاکستان میں عدم موجودگی کے دوران میں یہ شعبہ انہیں تحقیقی کام کے بارے میں اپ ڈیٹ رکھتا ہے اور ان کی طرف سے موصول ہونے والے مواد اور ہدایات کو ریسرچ اسکالرز تک پہنچاتا ہے۔ گویا یہ شعبہ حضرت شیخ الاسلام اور ریسرچ اسکالرز کے مابین ایک پل کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔

6۔ شعبہ کمپوزنگ

FMRi کا اپنا کمپوزنگ سیکشن ہے۔ اِس کا بنیادی مقصد رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے پراجیکٹس کو بیک وقت تینوں زبانوں (اُردو، عربی، اَنگریزی) میں کمپوز کر کے کتابی شکل میں قابلِ اِشاعت بنانا ہے۔ یہاں موجود کمپیوٹر نیٹ وَرک کی مدد سے تحقیق وتخریج سے لے کر کمپوزِنگ تک کے تمام مراحل ایک ہی چھت تلے مکمل کیے جاتے ہیں۔ اس شعبہ میں مسودات کی کمپوزنگ اور فارمیٹ کی تیاری برائے طباعت کی جاتی ہے۔ کام کو معیاری سطح پر سرانجام دینے کے لیے ڈیسک ٹاپ پبلشنگ کی خاطر اردو، انگریزی اور عربی کمپوزنگ پیٹرن (composing pattern) بھی وضع کیے گئے ہیں۔

7۔ شعبہ نقل نویسی

حضرت شیخ الاسلام کے کم و بیش چھ ہزار خطابات اور لیکچرز و دروس اسلام کے ہر موضوع جیسے قرآن و حدیث، سیرۃ الرسول ﷺ، فقہ و اُصولِ فقہ، روحانیات، تصوف، عقائد، اخلاقیات، فلسفہ، فکریات، اِلٰہیات، سیاست (قومی و بین الاقوامی)، عمرانیات، معاشیات، ثقافت، سائنس، میڈیکل سائنس، حیاتیات، فلکیات، اِمبریالوجی اور پیراسائیکالوجی وغیرہ پر موجود ہیں، جوکہ ملک پاکستان اور بیرونی دنیا میں وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔ یہ لیکچرز آن لائن مختلف ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پر دستیاب ہیں۔

اس شعبہ میں اس سمعی و بصری مواد کو سن کر من وعن کمپوز کر لیا جاتا ہے۔ فوری حوالہ کے لیے لیکچرز کے اہم نکات و اقتباسات اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ لیکچرز کو ترتیب و تدوین کے لیے تیار کرتا ہے، بعد ازاں شعبہ تحقیق و تدوین اپنے موضوعات کی تیاری میں ان نقل شدہ خطابات کو استعمال میں لاتا ہے۔

8۔ شعبہ خطاطی

موجودہ شعبہ کمپوزنگ کے فعال ہونے سے قبل جملہ کتب کی کتابت ہاتھ سے ہی کی جاتی تھی، ادارے نے کئی خوش نویس ماہرین کی کل وقتی اور جز وقتی خدمات حاصل کر رکھی تھیں۔

اب اس شعبہ کے ذِمّہ حضرت شیخ الاسلام کی کتب کے ٹائٹل لکھنا اور دیگر ضروری مواد کی کتابت کرنا ہے۔ علاوہ ازیں یہ شعبہ تحریکِ منہاجُ القرآن کی طرف سے جاری کردہ کتبہ جات / اشتہارات کی لکھائی اور تنظیماتی ڈھانچے کی جدول سازی بھی کرتا ہے۔ تحریکِ منہاجُ القرآن، COSIS، منہاج کالج برائے خواتین اور دیگر ادارہ جات کی جانب سے جاری ہونے والی اَسناد (certificates) اور دستاویزات کی لکھائی بھی اِسی شعبہ کے ذِمّہ ہے۔

9۔ شعبہ مسودات

یہ شعبہ اِنسٹی ٹیوٹ کے ریکارڈ کا انتظام و اِنصرام کرنے پر مامور ہے۔ یہاں حضرت شیخ الاسلام کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، حضرت شیخ الاسلام کے قلمی مسودات و نقل شدہ خطابات اور رِیسرچ اسکالرز کے لکھے ہوئے مسودات کا ریکارڈ تیار کیا جاتا ہے۔

10۔ شعبہ ادبیات

یہ شعبہ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے تحقیقی کام کی ادبی حوالے سے نوک پلک درست کرتا ہے۔ اِنسٹی ٹیوٹ کے زیرِ اِہتمام شائع ہونے والی کتب کی عبارت آرائی اور لغوی درستگی اِسی شعبہ کی ذِمّہ داری ہے۔

11۔ شعبہ ترتیب و تدوین

حضرت شیخ الاسلام کے تمام خطابات کی ترتیب و تدوین اور انہیں کتابی شکل میں قابل اشاعت بنانے کے لیے اس شعبہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

12۔ دار الافتاء

عامۃ الناس کو دین کے بارے میں بنیادی معلومات اور روز مرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا عصری تقاضوں کے مطابق حل قرآن وسنت کی روشنی میں فراہم کرنے کے لیے دارُ الافتاء کا اہم شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے سربراہ صدر دار الافتاء محترم مفتی عبد القیوم خان ہزاروی ہیں۔ مفتی صاحب کے فتاویٰ کو بعد ازاں کتابی شکل دی جاتی ہے اور منہاج الفتاویٰ کے نام سے پانچ ضخیم جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ یہ فتاویٰ حسبِ ضرورت و اہمیت ماہنامہ منہاج القرآن میں بھی شامل اشاعت کیے جاتے ہیں۔ شعبہ ہٰذا میں اندرون و بیرون ملک سے سائلین خطوط، ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے مسائل کا حل معلوم کرتے ہیں۔

یہ شعبہ آن لائن فتویٰ کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔ www.thefatwa.com نامی ویب سائٹ پر لوگ اپنے سوالات رجسٹر کراتے ہیں، جن کا جواب باری آنے پر ویب سائٹ پر نشر کیا جاتا اور سائل کو بذریعہ ای میل مطلع کر دیا جاتا ہے۔

13۔ شعبہ تحقیقی تربیت

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں جدید اُسلوبِ تحقیق اور عصری تقاضوں کے مطابق اسلامی ورثہ کو نسلِ نو کی طرف منتقل کرنے کے لیے سنجیدہ طبع اور تحقیق کے شائق افراد کی تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق و تدوین میں تحقیقی تربیت حاصل کرنے

کے لیے بھی متلاشیانِ علم آتے ہیں۔ اس شعبہ میں زیادہ تر کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک اسٹڈیز کی منتہی کلاسوں کے طلباء، ایم فل اور ڈاکٹریٹ کے سکالرز آتے ہیں، جنہیں جدید خطوط پر تحقیق و تدوین کی تربیت دی جاتی ہے۔ بعد ازاں یہ زیرِ تربیت اسکالرز فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہی مستقل بنیادوں پر خدمات سرانجام دیتے ہیں یا حسب توفیق کسی اور مقام پر خدمت دین میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ یہاں اندرون و بیرون ملک سے MPhil اور PhD کے طلباء بھی اپنے موضوعات سے متعلق رہنمائی اور تحقیقی مواد کے حصول کے لیے آتے رہتے ہیں۔

مطبوعاتِ FMRi

بحمدہٖ تعالیٰ تمام شعبہ جات کے باہمی اِشتراک اور تعاون سے اِس وقت تک FMRi کے زیرِاہتمام قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مختلف موضوعات پر پانچ سوتیس سے زائد کتب تحقیق و تدوین کے مراحل سے گزر کر اُردو، عربی اور اَنگریزی زبان میں منظر عام پر آچکی ہیں۔ چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی پانچ اور صدر تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی انیس کتب بھی چھپ چکی ہیں۔ اُردو کتب کے عربی، اَنگریزی و دیگر زبانوں میں تراجم کا کام بھی اس کے ساتھ ساتھ جاری ہے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تحریکی نیٹ وَرک سے وابستہ کارکنان اپنی مقامی زبانوں میں بھی یہ کتب شائع کرانے میں مصروف ہیں اور انہیں بھی FMRi تکنیکی وتحقیقی معاونت فراہم کرتا ہے۔

اب تک اس اِنسٹی ٹیوٹ میں جن موضوعات پر تحقیقی کام ہوا ان کی وضاحت اس گوشوارے سے بخوبی ہوتی ہے:

موضوعات	تعدادمطبوعات
1. القرآن وعلوم القرآن	27
2. الحدیث	131
3. اِیمانیات وعبادات	22
4. اِعتقادیات (اُصول وفروع)	34
5. سیرت وفضائلِ نبوی	52
6. ختم نبوت وتقابلِ اَدیان	7
7. فقہیات	15
8. اَخلاق وتصوف	23
9. اَوراد و وظائف	15
10. اِقتصادیات	10
11. فکریات	46
12. دستوریات وقانونیات	11
13. شخصیات	27
14. اِسلام اور سائنس	5
15. اَمن ومحبت اور ردّ تشدد و ارہاب	18
15. حقوقِ انسانی اورعصریات	7
16. سلسلہ تعلیماتِ اِسلام	11
17. English Books	69
کل تعداد	530

ذیل میں تاحال شائع ہونے والی کتب کی پیش رفت اس طرح درج کی جاتی ہے کہ ہر پانچ سال بعد کتنی کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئیں:

عرصہ	تعدادمطبوعات
1981ء-1985ء	31
1986ء-1990ء	87
1991ء-1995ء	64
1996ء-2000ء	36
2001ء-2005ء	63
2006ء-2010ء	119
2011ء-2015ء	94
2016ء-2017ء	36

کل تعداد 530

حضرت شیخ الاسلام کا سارا تحقیقی اور فکری و اعتقادی کام ان سے مکمل ہو جانے کے بعد اس کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، فٹ نوٹ اور حوالہ جات کی تخریج، عربی کام کا ترجمہ الغرض طباعت تک کے تمام مراحل اِس رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔

فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب

آج تحریکِ منہاجُ القرآن دنیا کے 90 سے زائد ممالک میں اِسلام کا آفاقی پیغامِ اَمن و سلامتی عام کرنے لیے مصروفِ عمل ہے۔ بانی تحریک حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو عالمی سطح پر اَمن کے سفیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے؛ جب کہ بہبودِ اِنسانی کے لیے آپ کی علمی و فکری اور سماجی و فلاحی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اِعتراف بھی کیا گیا ہے۔

دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف آپ کا مبسوط تاریخی فتویٰ دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے جسے دنیا بھر کے محققین نے سراہا ہے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الاسلامیۃ (قاہرہ، مصر) نے بھی اس کے مشتملات کی تائید کی ہے اور اس پر مفصل تقریظ لکھی ہے۔ آپ کا یہ تاریخی فتویٰ اِس وقت تک اردو، عربی، انگریزی، نارویجن (Norwegian)، فرانسیسی (French)، انڈونیشین (Bahasa Indonesia)، ہندی، اور سندھی زبانوں میں چھپ چکا ہے، جب کہ ڈینش (Danish)، ہسپانوی (Spanish)، ملایالم (Malayalam)، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی جلد شائع ہوگا۔

حضرت شیخ الاسلام نے اسلام کا اَمن، اعتدال، توازن، رواداری، برداشت، محبت اور بین المسالک اور بین المذاہب ہم آہنگی کا چہرہ پوری دنیا میں متعارف کروایا۔ اس سلسلے میں آپ نے فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کے لیے اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism) مرتب کیا۔ اس سارے کام کی تکمیل میں فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اِس نصاب میں

اردو، انگریزی اور عربی میں کل 10 کتب بطور متن ہیں، جب کہ 36 کتب اِس نصاب کے فہم اور واضحیت کے لیے تفصیلی و تائیدی مواد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اِن جملہ 46 کتب میں سے 24 کتب اُردو میں، 19 کتب انگریزی میں اور 3 کتب عربی زبان میں ہیں۔

ان کتب کی جامع فہرست برائے اِفادہ عام درج ذیل ہے:

1۔ اُردو کتب

1. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: ریاستی سکیورٹی اِداروں کے افسروں اور جوانوں کے لیے
2. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: ائمہ، خطباء اور علماء کرام کے لیے
3. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: اَساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات کے لیے
4. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: طلبہ و طالبات کے لیے
5. فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب: سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے
6. دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)
7. اِسلام دینِ اَمن و رحمت ہے

8. مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات
9. اِسلام اور اَہلِ کتاب (تعلیماتِ قرآن و سُنّت اور تصریحاتِ اَئمہ دین)
10. الجہاد الاکبر
11. اِسلام میں محبت اور عدمِ تشدّد
12. اِسلام: دینِ اَمن یا دینِ فساد؟
13. خونِ مسلم کی حرمت
14. اِسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ
15. فتنۂ خوارج ﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾
16. اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت ﴿اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّةُ فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ دِيْنًا لِخِدْمَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ﴾
17. رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز آیات و اَحادیث ﴿اَلْبَيَانُ فِي رَحْمَةِ الْمَنَّانِ﴾
18. جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت ﴿اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ﷺ﴾
19. اَربعین: رحمتِ مصطفیٰ ﷺ ﴿اَلْعَطَاءُ الْعَمِيمُ فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ ﷺ﴾
20. اِسلام میں اِنسانی حقوق
21. اَلْإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحَرُوْرَاءِ
22. لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا قرآنی فلسفہ
23. تحریک منہاج القرآن کا تصورِ دین
24. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

2. English Books

25. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Clerics, Imams and Teachers
26. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: For Young People and Students
27. Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism: Further Essential Reading
28. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings
29. Islam on Mercy and Compassion
30. Muhammad ﷺ: The Merciful
31. Muhammad ﷺ: The Peacemaker [underprint]
32. Relations of Muslims and non-Muslims
33. Islam on Serving Humanity
34. Islam on Love & non-Violence
35. The Supreme Jihad
36. Islamic Means of Peace [underprint]
37. Peace, Integration and Human Rights
38. Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)
39. ISIS Exposed through Prophetic Traditions [underprint]
40. ISLAM: The Religion of Peace or Terror?
41. Teachings of Islam Series: Peace and Submission
42. Teachings of Islam Series: Faith
43. Teachings of Islam Series: Spiritual & Moral Excellence

3۔ عربی کتب

44. الإرهاب وفتنة الخوارج (فتوٰی)
45. المنهج الإسلامي لتعزيز السلام ومكافحة الإرهاب: للأئمة والعلماء والأساتذة الكرام
46. المنهج الإسلامي لتعزيز السلام ومكافحة الإرهاب: للشّباب والطلبة

مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی میں کام کرنے والے اس مرکز تحقیق کی اسلام کی تعلیمات کے فروغ میں خدمات کا احاطہ الفاظ میں کرنا بڑا مشکل ہے۔ تحریکِ منہاج القرآن علمی و فکری، اعتقادی،

نظریاتی، تحقیقی اور روحانی جہتوں پر جتنا بھی کام ہو رہا ہے اس سارے کام کا مرکز ومحور یہ فرید ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ ہے۔

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ عالمی کانفرنس

مرکزی سیکرٹریٹ (PAT) میں فکر اقبالؒ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں ولید اقبال، خرم نواز گنڈاپور، فرید پراچہ، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، ساجد محمود بھٹی، نوراللہ صدیقی، جی ایم ملک سٹیج پر موجود ہیں۔

(PAT) یوتھ ونگ کے زیر اہتمام 20 مذہبی وسیاسی وطلباء تنظیموں کے رہنماؤں سے مرکزی صدر (PAT) یوتھ ونگ مظہر محمود علوی خطاب کر رہے ہیں۔
ان کے ہمراہ محسن چودھری، وقاص چودھری، شبیر سیالوی، بلال شیرازی، منصور قاسم موجود ہیں۔

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
DEC-2017
Regd CPL No.41

سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات کی VCDs، Audio CDs، DVDs
اور تصانیف سے استفادہ کیجیے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے
اور اِصلاحِ اَحوال واِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔